هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 20

جمعۃ المبارک 02/اگست 2013ء

23/رمضان المبارک 1434 ہجری قمری ❁ 02/ظہور 1392 ہجری شمسی

شمارہ 31

روزہ افطار کرانے کی فضیلت

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔ لیکن اس سے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

(ترمذی کتاب الصوم باب فضل من فطّر صائماً)

خطبۂ عید الفطر

اللہ تعالیٰ نے خوشی مہیا کرنے کے جو ذرائع پیدا فرمائے ہیں ان میں ایک ذریعہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک خاص وقت تک روزوں کے ساتھ جائز خوراک کو بھی ترک کر کے عبادتوں کی طرف توجہ اور دوسری نیکیاں بجالانا ہے۔

اللہ تعالیٰ بھی جب اپنی خاطر قربانی کرنے والوں کے عمل کو دیکھتا ہے تو خوشی منانے کے لئے اس نے روزوں کے بعد عید کا دن مقرر کیا ہے۔

یہ عید بھی ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے رمضان کے روزے رکھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کی۔ جنہوں نے رمضان بھی عبادات کی طرف توجہ دیئے بغیر اور بغیر کوئی نیکیاں کئے دنیاداروں کی طرح گزار دیا، اُن کی عید تو وہ عید نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ ایک مومن سے چاہتا ہے یا جس کا موقع اللہ تعالیٰ نے مومن کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے عید کا یہ موقع عطا فرما کر بیشک وہ تمام پابندیاں تو اُٹھالیں جو کھانے پینے سے متعلق تھیں لیکن دنیاداروں کی طرح ہاؤہُو کی اجازت نہیں دی، شور شرابے کی اجازت نہیں دی، بلکہ فرمایا کہ اس خوشی کو حقیقی خوشی بنانے کے لئے وہ تمام حقوق ادا کرنے کا عہد کرو جو تمہاری ذمہ داری ہے۔

عید کے دن کو اگر حقیقی عید بنانا ہے تو یہ عہد کریں کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں کو استقلال کے ساتھ بجالانا ہے۔ انشاء اللہ۔

یہ دعا بھی کریں کہ اے اللہ! ہم تجھ سے یہ بھی بھیک مانگتے ہیں کہ اس دنیا میں بھی ہمیں عید کے وہ جلوے دکھا جو ہمارے لئے حقیقی عید کا رنگ رکھتے ہوں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کا اظہار اس طرح بھی کرنے کی توفیق دے کہ ہم اپنے تمام دشمن جن کی اصلاح مقدر نہیں ہے، کو خائب و خاسر ہوتا ہوا دیکھ لیں۔ اُن کو ایسا عبرت کا نشان بنا جو عامۃ النّاس کے لئے اصلاح کا باعث بن جائے تاکہ اس دنیا کی عید کو بھی ہم اسلام اور احمدیت کے تمام دنیا پر غلبہ کی صورت میں دیکھ سکیں اور منا سکیں۔ اللہ کرے کہ یہ نظّارے ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ لیں۔

خطبہ عید الفطر سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20/اگست 2012ء بمطابق 20/ظہور 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ عید الفطر کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَااللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۔ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِىْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ (حم سجدہ:31 تا 33)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے، پھر استقامت اختیار کی، ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔ ہم اس دنیوی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔ اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہوگا جس کی تمہارے نفس خواہش کرتے ہیں اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہوگا جو تم طلب کرتے ہو۔ یہ بہت بخشنے والے اور بار بار رحم کرنے والے کی طرف سے مہمانی کے طور پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت ایسی بنائی ہے کہ خوشی کی تلاش میں رہتی ہے۔ اس کوشش میں ہوتی ہے کہ غم مٹ جائیں۔ اس کے لئے مختلف کوششیں ہوتی ہیں۔ دنیا کمانے اور اس کی سہولت کے لئے ایک انسان جو کوشش کرتا ہے وہ اس لئے ہے کہ اس سے اس کی زندگی میں جو آسانیاں پیدا ہوں گی وہ اُس کے لئے، اُس کے گھر والوں کے لئے، بیوی بچوں کے لئے خوشی کا باعث ہوں گی۔ اُس کی مشکلات اور غموں کو دور کرنے کا باعث بنیں گی۔ پس اس کے حصول کے لئے انسان محنت بھی کرتا ہے، کوشش بھی کرتا ہے۔ جن کو محنت کی عادت نہیں اور چاہتے ہیں کہ گھر بیٹھے بیٹھے ہی دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھالیں وہ دوسروں کی ترقی اور خوشی دیکھ کر صرف کڑھتے رہتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ بعض کو بعض دفعہ مواقع میسر نہیں آتے۔ اُن کا معاملہ اور ہے۔ لیکن بہر حال یہ دنیا تو ایسی ہے جس میں عمومی طور پر یہ اصول ہے کہ محنت کو پھل لگتا ہے اور یہ انسان کے لئے خوشی کا باعث بنتا ہے۔ یہ بھی دنیاوی خوشیوں کی ایک صورت ہے۔ انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اُس کی محنت کو اتنا پھل لگے جتنا وہ چاہتا ہے تب اُسے خوشی حاصل ہوگی۔ اگر دنیادار کو خواہش کے مطابق اپنے منصوبے پورے ہوتے نظر نہ آئیں تو اُسے مایوسی ہو جاتی ہے۔ جبکہ مومن کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ ہر حالت میں شکر گزار بندہ بننے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض لوگوں کی یہ بھی عادت ہوتی ہے کہ جو بھی حالات ہوں، اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہو رہا ہو تو شکر گزار نہیں ہونا، خوش نہیں ہونا۔ ہر وقت مایوسی اور بے چینی طاری رہتی ہے۔ کسی نے مجھے بتایا کہ میرا ایک واقفکار زمیندار تھا جو ہر سال ہی اپنی آمد پر مایوسی کا اظہار کیا کرتا تھا۔ اُس نے فیصلہ کیا ہوا تھا کہ کبھی خوش نہیں ہونا، کبھی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار نہیں بننا اور ہمیشہ یہی کہا کرتا تھا کہ نقصان ہو گیا۔ یہ کہتے ہیں کہ جب بھی اُس سے کہتا کہ حساب کرو تو پتہ چلتا تھا کہ منافع ہوا ہے اور جب اُسے کہو کہ اتنا منافع ہوا ہے، نقصان کس طرح ہو گیا تو اُس کا جواب یہ ہوتا تھا کہ میں نے اس فصل میں سے مثلاً پندرہ لاکھ روپیہ منافع کی امید رکھی ہوئی تھی، مجھے صرف دس لاکھ بچا ہے۔ پانچ لاکھ کا نقصان ہو گیا۔ تو ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں۔

پھر دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کی خوشیاں منانے کے معیار اور ہیں۔ سب کچھ ہونے کے باوجود قناعت نہیں ہوتی اور اس کی وجہ سے خوشی نہیں منا سکتے۔ جیسے اس کی مثال میں نے دی ہے۔ گھریلو خوشیاں نہیں ہوتیں۔ سب کچھ ہونے کے

باوجود گھروں میں بے سکونی ہوتی ہے۔ بیویوں سے اچھے تعلقات نہیں ہوتے۔ بچوں کی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے یا ان مغربی ملکوں میں اکثریت کو اور بہت ساری الجھنیں ہیں جس کی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے اس کا حل یہ نکالا ہے کہ بعض قسم کی عیاشیوں کو ہی خوشی کا معیار بنا لیا ہے۔ گھروں میں بے سکونی والے بھی اور عیاشیوں والے بھی جو عیاشیوں میں مبتلا ہیں، وہ اپنے کام غلط کرنے کے لئے یا خوشیاں منانے کے لئے ان ملکوں میں جہاں شراب عام ہے، شراب کا سہارا لیتے ہیں کہ اُس سے سکونِ قلب حاصل ہو۔ پھر میوزک ہیں، ڈانس ہیں، ہاؤ ہُو کی محفلیں ہیں، یہ غم مٹانے اور خوشی کے اظہار کے لئے منعقد کی جاتی ہیں۔ تمام قسم کی خوشیاں منانے کے یہ طریق یا خوشیوں کا حصول اور غم مٹانا، جو چاہے ظاہری مادّی مقاصد کے حصول سے ہو یا شور شرابے سے، ناچ گانے کی محفلوں اور شرابوں کے پینے اور خم لنڈھانے سے ہو، یہ سب چیزیں سطحی ہیں اور عارضی ہیں۔ شراب کے تو یہ لوگ اتنے رسیا ہیں کہ ہر کونے پر شراب خانے نظر آتے ہیں باوجود یہ جاننے کے کہ شراب کا نقصان ہے، شراب خانوں کے علاوہ اکثر دکانوں اور ریسٹورنٹس پر بھی شراب ملتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ جانتے ہیں کہ شراب کا نقصان ہے۔ مضامین بھی اس کے بارے میں آتے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے انہوں نے ایک خاص عمر سولہ سترہ سال کی عمر تک کے لڑکوں کو، لڑکیوں کو، بچوں کو شراب پینا ممنوع قرار دیا ہوا ہے۔ اگر یہ اتنی ہی بے ضرر اور دماغی سکون پہنچانے والی چیز ہے تو ایک خاص عمر تک ممنوع کیوں ہے؟ پھر یہاں شراب صرف غم مٹانے کے لئے استعمال نہیں ہوتی بلکہ یہ خوشی کے اظہار کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہے۔ کہیں خوشی کا اظہار کرنا ہو، میچ میں کوئی ٹیم جیت جائے یا اور کوئی فنکشن ہو، ان کا خاص موقع ہو تو شراب کی بوتلیں اس صورت میں ہلا کر ایک دوسرے پر پھینکی جاتی ہیں۔ اُنہیں جب زور سے ہلائیں تو گیس کی وجہ سے فوّارے کی صورت میں بوتل سے شراب باہر نکلتی ہے تو اس میں یہ لوگ نہا رہے ہوتے ہیں، یہ بھی ایک خوشی کا اظہار ہے۔ پتہ نہیں اس کی بُو سے ان کے ناک نہیں پھٹتے؟ مجھے تو یاد ہے کہ ایک دفعہ مَیں ایک سٹور میں گیا، وہاں شراب کی بوتل کا کریٹ گر گیا اور بوتلیں ٹوٹ گئیں اور شراب پھیلی ہوئی تھی اور بُو ایسی خطرناک تھی کہ کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا۔ بہر حال یہ خوشی کے اظہار کے طور پر ایک دوسرے پر شراب بھی پھینکتے ہیں اور اس عمل سے خوشی یوں پھوٹی پڑ رہی ہوتی ہے جیسے دو جہان کی نعمتیں ان کو مل گئی ہیں۔

اسی طرح خوشی کے اظہار کے لئے دنیاداروں کے کھیل تماشے بھی ہیں اور اس خوشی کے اظہار میں عورتوں اور مَردوں کا اس طرح اختلاط ہے اور ایسے ننگے لباسوں کے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا ہے، پبلک جگہوں پر جب یہ کر رہے ہوتے ہیں اور ٹی وی پر دکھایا جاتا ہے کہ کوئی شریف انسان یہ دیکھ نہیں سکتا۔ ابھی گزشتہ دنوں یہاں اولمپک ہوئی، شہر میں بھی، ملک میں بھی اور دنیا میں بھی اس کا بڑا چرچا تھا۔ ہزاروں لوگ دیکھنے گئے ہوں گے بلکہ شاید لاکھوں لوگ دیکھنے گئے ہوں گے اور ٹی وی وغیرہ پر بھی لاکھوں کروڑوں نے دیکھا ہوگا۔ بعض ٹی وی چینل ہمہ وقت اس کے لئے وقف ہو گئے تھے اور دنیا کے ہر ٹی وی نے کم از کم خبروں کے دوران تو ضرور کچھ نہ کچھ یہ پروگرام دکھائے ہوں گے۔ افتتاح پر اور اختتام پر بھی ایسے شو دکھائے گئے جن میں خوشی کے اظہار کے لئے بے حیائی بھی تھی۔ خوشی کا اظہار کم تھا، بے حیائی زیادہ تھی۔ آخری دن تو ناچ گانے اور عورتوں اور مردوں کے گانوں اور شو میں ایسی حرکات تھیں جو سوائے دلوں کی بے چینیوں کے غلط اظہار کے اور کچھ نہیں تھا۔ ایک منٹ سے زیادہ کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا کیونکہ کوئی نہ کوئی بیہودہ نظارہ پھر آ جاتا تھا۔ لیکن یہ اِن کی خوشی کے اظہار ہیں۔ اصل میں خوشی کے اظہار نہیں ہیں بلکہ دل کی بے چینیوں کے اظہار ہیں۔ خوشی کے اظہار اور Fun کے نام پر ٹی وی پر بھی دنیا میں کروڑوں لوگوں نے اسے دیکھا ہوگا۔ بعض نوجوان متاثر ہو جاتے ہیں کہ بڑا Fun ہو رہا ہے۔ حالانکہ یہ Fun نہیں یہ دلوں کی بے چینیاں ہیں۔ ایک ایک گانے کے شو (Show) پر شاید لاکھوں پاؤنڈ خرچ کئے گئے ہوں گے اور سنا ہے کئی شو (Show) ہوئے۔ بہرحال اس خوشی کے اظہار کے ساتھ یہ اولمپک اپنے اختتام کو پہنچا۔ یوکے کی ٹیموں نے بھی اس میں حصہ لیا۔ انہوں نے بھی بعض اِیونٹس (Events) میں میڈل جیتے اور خوشی کے اظہار کے لئے اب انہوں نے شہر میں ایک تقریب منعقد کرنی ہے اور لندن کی سڑکوں پر پھر شور شرابے کی محفلیں ہوں گی۔ یہ ان کی خوشی کے اظہار ہیں۔

لیکن بعض تبصرہ کرنے والوں نے اب یہ تبصرہ بھی کرنا شروع کر دیا ہے، اخباروں میں بھی آیا ہے کہ اولمپک اب کھیلوں کے لئے منعقد نہیں کیا جاتا بلکہ اب اولمپک کے نام پر اس کے جو آرگنائزر ہیں، انہوں نے اس کو کمائی کا ذریعہ بنا لیا ہے اور کروڑوں پاؤنڈ کماتے ہیں۔ بہرحال دنیا میں خوشی کے اظہار کے لئے یا اس کے حصول کے لئے مختلف طریقے ہیں جس پر دنیا عمل کرتی ہے۔ لیکن یہ سب خوشیاں جو دنیاوی خوشیوں کے حصول کے لئے کی جائیں یا منائی جائیں، عارضی خوشیاں ہیں۔ آخر کار کچھ وقت کے بعد یہ خوشیاں اکثر بلکہ یقیناً ختم ہو جاتی ہیں اور پھر وہی بے چینیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ بعض غم مٹانے کے طریقے ہیں، شراب، جؤا وغیرہ وہ صحت بھی برباد کر دیتے ہیں اور دیوالیہ بھی کر دیتے ہیں۔

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی اس فطرت کو سامنے رکھتے ہوئے کہ اُسے خوشی کے حصول اور غم غلط کرنے، اُس سے نجات حاصل کرنے کی چاہت ہے، خدا تعالیٰ نے بھی خوشی کے سامان مومنین کے لئے مہیا فرمائے اور جو سامان مہیا فرمائے ہیں اُن کے متعلق یہ دعویٰ ہے کہ یہ دائمی ہیں اور دنیا و عاقبت سنوارنے والے ہیں۔ فرمایا یہ خوشیوں کے سامان کرو گے، ان پر عمل کرنے کی کوشش کرو گے تو نہ صرف اس دنیا کی خوشیاں ملیں گی بلکہ آخرت کی خوشیوں سے بھی حصہ پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے خوشی مہیا کرنے کے جو ذرائع پیدا فرمائے ہیں ان میں ایک ذریعہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک خاص وقت تک روزوں کے ساتھ جائز خوراک کو بھی ترک کر کے عبادتوں کی طرف توجہ اور دوسری نیکیاں بجا لانا ہے۔ اب دیکھیں دنیادار کھانے پینے اور شراب لنڈھانے میں، جس سے صحت بھی برباد ہو رہی ہو، اخلاق بھی برباد ہوں، خوشیاں تلاش کر رہا ہے اور مومن اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جائز چیزوں کے کھانے سے بھی ایک وقت تک کے لئے اپنے آپ کو روکے ہوئے ہے اور اس میں خوشی محسوس کر رہا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو ہر عمل کی جزا دینے والا ہے اپنے بندے کو کہتا ہے کہ تم نے جو میری خاطر قربانی دی اور ایک مہینہ میری رضا کے حصول کے لئے صَرف کیا۔ میری خوشی حاصل کرنے کے لئے تم نے اپنی خوشی کو جو کھانے پینے سے تمہیں پہنچ سکتی تھی قربان کیا۔ اس روزے کی ہر روز تو مَیں جزا بن ہی رہا ہوں۔ آج عید کے دن جمع ہو کر تم اجتماعی طور پر بھی اور اپنے گھروں میں بھی، اپنے خاندانوں میں بھی اس کا اظہار کرو۔

آجکل تو گرمی کے روزے ہیں، یہاں اتنی گرمی ہے اور انتیس تیس تک گزشتہ دنوں میں ٹمپریچر چلا گیا تھا اور اس پر ہی لوگ گرمی گرمی کر رہے تھے۔ پاکستان اور گرم ممالک میں جہاں ٹمپریچر پینتالیس، پچاس ڈگری تک چلا جاتا ہے جبکہ سہولتیں بھی مہیّا نہیں تو وہاں روزہ دار کا کیا حال ہوتا ہے۔ پاکستان میں تو خاص طور پر جہاں بجلی بھی سترہ اٹھارہ گھنٹے بند رہتی ہے۔ ٹھنڈے پانی اور پنکھے کی ہوا کو بھی لوگ ترستے ہیں، اُن کا روزوں میں کیا حال ہوتا ہوگا؟ اس کا تصور کریں۔ پھر پاکستان کی بجلی دینے والا ادارہ جو WAPDA کہلاتا ہے اُس کی ربوہ والوں پر یہ بھی مہربانی ہے کہ سنا ہے سحری اور افطاری کے وقت دو دو گھنٹے تک بجلی بند رہتی ہے۔ اب ایسے حالات میں پتہ نہیں بیچارے غریب سحری اور افطاری کس طرح تیار کرتے ہوں گے، کیا کرتے ہوں گے؟ لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر روزے رکھتے رہے تا کہ دائمی خوشی ملے، یہ سب کچھ کیا۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا اللہ تعالیٰ بھی جب اپنی خاطر قربانی کرنے والوں کے عمل کو دیکھتا ہے تو خوشی منانے کے لئے اس نے روزوں کے بعد عید کا دن مقرر کیا ہے۔ اب خاص طور پر پاکستان کے جیسے حالات میں یہ روزے رکھتے رہے جو میں نے بیان کئے ہیں اور اُن لوگوں کے لئے تو ایسے ہی عید کے دن بھی ہوں گے کہ بجلی پانی نہیں اور گرمی بھی ہے تو عید کی خوشیاں انہوں نے کیا منائی ہوں گی یا کیا منا سکے ہوں گے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے عید کی خوشیاں منائیں اور منا رہے ہیں۔ آج وہاں بھی عید ہے، لوگ خوش ہیں۔ تو یہ حالات تو پاکستان کے لئے مخصوص ہیں لیکن اس میں بھی جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بغیر کسی شکوہ کے منہ پر لائے یہ لوگ عید منا رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں دنیا کے دوسرے ممالک جو ہیں، آپ جو ہیں، یہاں تو بہرحال وہ حالت نہیں ہے۔ آپ بھی آج یہاں عید منا رہے ہیں اور خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جو ایک ماہ قربانی دی اُس کا اللہ تعالیٰ آج پھل عطا فرما رہا ہے اور یہ بھی جو عید ہے اُس کی رضا کی خاطر ہی ہے۔

پس یہ عید بھی ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے رمضان کے روزے رکھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کی۔ جنہوں نے رمضان بھی عبادات کی طرف توجہ دیئے بغیر اور بغیر کوئی نیکیاں کئے دنیاداروں کی طرح گزار دیا، اُن کی عید تو وہ عید نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ ایک مومن سے چاہتا ہے یا جس کا موقع اللہ تعالیٰ نے مومن کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے عید کا یہ موقع عطا فرما کر بیشک وہ تمام پابندیاں تو اٹھا لیں جو کھانے پینے سے متعلق تھیں، لیکن دنیاداروں کی طرح ہاؤ ہُو کی اجازت نہیں دی، شور شرابے کی اجازت نہیں دی بلکہ فرمایا کہ اس خوشی کو حقیقی خوشی بنانے کے لئے وہ تمام حقوق ادا کرنے کا عہد کرو جو تمہاری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کا جو تجربہ رمضان میں تمہیں ہوا، اُسے بھی اس عید کی خوشی کے ساتھ ملا کر جاری رکھنے کا عزم اور عہد کرو۔ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف جو تمہاری توجہ ہوئی، اُسے بھی اس عید کی خوشی کے ساتھ ملا کر جاری رکھنے کا عزم اور عہد کرو اور ہمیشہ یاد رکھو کہ اصل زندگی اخروی زندگی ہے۔ اس دنیا کی خوشیاں تو ان خوشیوں کی ایک جھلک ہیں، جو آخرت میں ایک مومن کو پہنچتی ہیں۔

پس اس دائمی خوشی کی تلاش ایک مومن کو کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ معیار اُس وقت قائم ہوں گے جب ہر وقت، ہر لحظہ تمہارے سامنے یہ الفاظ رہیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش رہے کہ رَبُّنَا اللّٰہُ کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان اور اُس پر انحصار اور اس کی طرف رجوع اُس وقت ممکن ہے جب یہ الفاظ ہر وقت حرزِ جان رہیں گے۔ جب ان الفاظ کا حقیقی ادراک ہوگا تو خدا کی معرفت بھی حاصل ہوگی۔ اور جب یہ ہوگا تو پھر ایک انسان کا مقصد دنیاوی خوشیوں کا حصول نہیں رہتا بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود بن جاتی ہے۔ یہ دنیاوی ہاؤ ہو، شور شرابا، اچھل کود مقصد نہیں ہوتا۔ خوشی کے نام پر بیہودگیاں اور لغویات مقصد نہیں ہوتا۔ رنگ برنگی روشنیاں ڈال کر ناچ گانا مقصد نہیں ہوتا بلکہ پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور اس کے لئے کوشش مقصد بن جاتا ہے۔ وہ چیز مقصد بن جاتی ہے جس کے لئے ایک مومن رمضان کے مہینے میں کوشش کرتا رہا ہے، جس کے حصول کے لئے انتیس یا تیس دن روزے رکھے۔ ہر جائز کام کرنے سے ایک معین وقت کے لئے رُکے رہے۔ تہجد اور دوسرے نوافل اور ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ رہی۔ انفاق فی سبیل اللہ کی طرف توجہ رہی۔ صدقہ و خیرات کی طرف توجہ ہوئی۔ عبادتوں میں طاق ہونے کی کوشش کی۔ مسجدوں میں آ کر باجماعت نمازیں پڑھنے کی طرف ایسی توجہ رہی کہ مسجدیں چھوٹی پڑ گئیں۔ اللہ تعالیٰ جو تمام صفات کا جامع ہے، اُس کی صفات کا ادراک حاصل کرنے کی کوشش رہی۔ اس اجتماعی توجہ سے یہ کوشش ہوتی رہی کہ خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین کس طرح ہوا جا سکتا ہے۔ ہر کوئی جب اس کوشش میں ہے تو کمزور سے کمزور کو بھی اس طرف توجہ پیدا ہوئی۔ یہ کوشش رہی یا خواہش شدت اختیار کر گئی کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنانے کے حکم پر کس طرح عمل کیا جا سکتا ہے۔ پھر اس بات کی طرف توجہ ہوئی اور اس کے لئے کوشش ہوئی اور اس طرف نظر پھری کہ ان صفات کو اپنانے کا فائدہ کیا ہے اگر اس کا فیض دوسروں تک نہ پہنچے۔ پس اس سے حقوق العباد کی ادائیگی کے نئے راستوں کی طرف بھی رہنمائی ہوئی۔ رمضان میں بہت سوں کی یہ سوچ بنی کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ربوبیت کی بھی ہے، ہم اس کا پرتَو کس طرح بن سکتے ہیں تو خیال آیا کہ اپنے بچوں کی خبر گیری اور پالنے پوسنے سے باہر نکل کر یتیموں کی خبر گیری کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کا قرآنِ کریم کے اہم حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے طالب اگر ہوئے اور پھر اُس کو حاصل کیا اور اُس کے جلوے دیکھے تو یہ کوشش ہوئی کہ رمضان کے مہینے میں بے غرض ہو کر دوسرے کے فائدے کے لئے بھی کچھ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے رحم کا سلوک کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے احسان پر نظر پڑی تو روزوں اور روحانی ماحول کی وجہ سے خیال آیا کہ مجھے دوسروں پر احسان کرنا چاہئے اور عدل سے بڑھ کر احسان کی طرف قدم بڑھانا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بن سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے کشائش دی ہے تو رمضان کے روزوں کی وجہ سے اس طرف توجہ پیدا ہوئی کہ بہت سے ایسے ہیں جن کو شاید اچھی افطاری کا سامان میسر نہ ہو کچھ تحفہ بھیج دوں جو اُن کے کھانے کے کام آئے۔ ایک تو افطاری کرانے کا ثواب دوسرے غریب کی ضرورت پوری ہوگئی۔ خاص طور پر غریب ملکوں میں مہنگائی کا دور ہے تو ان کی کھانے کی بھی مدد ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہ حکم ہے کہ غریب کی خبر گیری کرو۔

پاکستان میں تو آجکل مہنگائی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ کسی نے مجھے بتایا کہ پاکستان میں مَیں نے رمضان میں کسی کو چودھویں، پندرھویں روزے میں کچھ کھجوریں

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر258

مکرم سامر حسنی حسین جالودی صاحب

مکرم سامر حسنی صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق فلسطین سے ہے جہاں ایک دینی گھرانے میں میری پیدائش 1975ء میں ہوئی۔دینی گھرانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے شروع سے ہی ظاہری طور پر صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا لیکن کچھ ہوش آیا تو ان عبادات کو محض ظاہری حرکات تک ہی محدود پا کر بے قیمت سمجھنے لگا اور دین سے دور ہوتا چلا گیا۔

حقیقتِ اسلام!

میری عمر 12 سال تھی جب 1987ء میں فلسطینیوں کی طرف سے اسرائیل کی گولی اور میزائل کے جواب میں پتھر اور کنکر کے ساتھ مقابلہ کا آغاز ہوا۔ میرے اردگرد بہت سے نوجوان اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ کے خلاف برسرپیکار تھے،بعض اس قبضے کے نتیجے میں پھیلنے والی بھوک وافلاس کے خلاف لڑ رہے تھے اور بعض یہودیوں کی طرف سے مسلمانوں کے دینی مقدس مقامات کے قبضہ کے خلاف کھڑے ہو گئے تھے۔ فلسطینیوں کی مزاحمت مختلف سانچوں میں ڈھلتی رہی لیکن اس کا ہماری معاشرتی اقدار او رروایات او رباہمی تعلقات پر بھی بہت برا اثر پڑا۔نفسانفسی کا دور شروع ہوگیا اور باہمی حسن سلوک اور محبتیں بھی مصلحتوں کا شکار ہو کر عجیب عجیب رنگ اختیار کرتی چلی گئیں۔ان تمام امور کا میری لڑکپن اور نوجوانی کی شخصیت پر بہت گہرا اثر پڑا۔مسلمانوں کو ہر جنگ اور ہر دفاع میں عسکری، اقتصادی، فکری، اور عقائدی سطح پر ہزیمت پہ ہزیمت اٹھانی پڑ رہی تھی۔ دوسری طرف مجھے بڑی شدت کے ساتھ اس بات کا احساس ہوتا تھا کہ جیسے مسلمان حقیقت اسلام سے بہت دور جا پڑے ہیں اور نماز وروزہ وغیرہ کی پابندی محض رسم وعادت تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ دلی اطمینان نہ ہونے کے باعث میں ان عبادات کی افادیت کا قائل نہ رہا تھا اور میری اس اندرونی حالت کا اظہار کبھی کبھی یوں ہوتا تھا کہ میں رمضان میں روزہ رکھتا تو افطار سے کچھ دیر قبل اسے توڑ دیتا تھا کیونکہ میرے نزدیک مجرد بھوک پیاس کو برداشت کرنے کا کوئی معنی نہ تھا۔یہی حال نماز کا تھا اس کی مختلف حرکات کا مقصد مجھے سمجھ نہ آتا تھا۔شاید انہی خیالات کی وجہ سے ان دنوں میرا میلان مارکس ازم کی طرف ہو گیا تھا جس کی ایک اور وجہ مضبوط رشین مملکت بھی تھی اور میرا خیال تھا کہ شاید اس سوچ کو اختیار کر کے کم ازکم ہماری اس دنیا میں کوئی جگہ تو بن سکتی ہے۔بصورت دیگر گولی کا پتھر سے ہم کب تک مقابلہ کر سکتے ہیں؟ لیکن میرے خیالات کو تقویت نہ مل سکی کیونکہ ایک طرف عراق نے کویت پر قبضہ کرلیا تو دوسری طرف رشین بلاک ختم ہو گیا اور امریکا دنیائے سیاست کا بے تاج بادشاہ بن گیا۔

ہجرت

میں نے ان پریشان کن حالات کی وجہ سے کینیڈا کی طرف ہجرت کرنے کا فیصلہ کرلیا۔لیکن ساتھ ہی فرانس میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھی درخواست دے دی۔ ابھی میں کینیڈا کے لئے کوشش کر ہی رہا تھا کہ فرانس میں مزید تعلیم کے لئے میری درخواست قبول ہوگئی اور یوں میں 2002ء میں فرانس چلا گیا جہاں سے 2005ء میں الیکٹرونک کی ایک شاخ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب میں واپس آیا تو یورپ کی چکا چوند اور دنیا پرستی نے مجھے اسلام سے مزید دور کر دیا تھا۔

شادی اور اسلام سے رغبت

2006ء میں میری ایک متدین گھرانے میں شادی ہوئی۔میری بیوی کی اسلام سے محبت اور عبادات پر پابندی کی وجہ سے رفتہ رفتہ میرے دل میں دین سے قربت کا احساس جاگنے لگا اور اسلامی تعلیمات کی محبت نہ جانے کیسے دوبارہ میرے دل میں پیدا ہونے لگی حتی کہ جب ہمارے ہاں پہلا بیٹا پیدا ہوا تو ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اس کا نام محمد رکھا،اسی طرح دوسرے بچے کا نام احمد رکھا۔

احمدیت سے تعارف

2009ء میں مجھے جرمنی کی ایک یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کرنے کے لئے داخلہ مل گیا۔اس یونیورسٹی میں انگلش نظام رائج تھا اور مجھے اپنی تعلیم جاری رکھنے کیلئے نئی زبان سیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ جرمنی میں قیام کے دوران چونکہ میں نے فیملی اور بچوں کو بھی بلانا تھا اس لئے سوچا کہ ان کی آمد سے قبل کچھ عربی چینلز تلاش کرلوں تا اس مغربی معاشرہ میں رہتے ہوئے میرے اہل خانہ کا عربی زبان اور عرب معاشرے سے ایک تعلق قائم رہے۔اسی کوشش میں مجھے ایم ٹی اے العربیہ مل گیا۔اس وقت اس پر پروگرام الحوار المباشر لگا ہوا تھا جس میں مکرم محمد شریف عودہ صاحب کے ساتھ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب،مکرم ہانی طاہر صاحب اور محمد طاہر ندیم صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔یہ دوست عیسائیوں کے ساتھ نہایت اعلیٰ اخلاق اور وقار کے ساتھ بات چیت کر رہے تھے۔ان کے لہجے سے کسی قسم کا حقد،نفرت اور حقارت ظاہر نہ ہو رہی تھی۔ یہ دوست عیسائیوں کو ان کی کتابِ مقدس کے تضادات اور بعض تحریفات کے بارہ میں آگاہ کر رہے تھے جبکہ عیسائیوں کو اپنے عقیدہ کا دفاع کرنا مشکل ہو رہا تھا۔زندگی میں پہلی مرتبہ مجھے اسلامی عقائد کی قوت کا احساس ہوا۔ نیز اس لحاظ سے بھی فخر محسوس ہوا کہ کم ازکم میں نے کچھ مسلمان ایسے بھی دیکھ لئے ہیں جو دینی لحاظ سے نہ صرف یہ کہ مار نہیں کھا رہے بلکہ غالب آتے دکھائی دے رہے ہیں،خصوصًا وہ بھی ایسی قوم پر جو مسلمانوں کو مختلف میدانوں میں مات دے رہی ہے۔اس پروگرام میں عیسائی دفاع پر تو مجبور تھے ہی لیکن ان کا دفاع بھی نہایت کمزور تھا جس کی وجہ سے اسلام کے دلائل کی قوت اور سطوت اور بھی روشن ہو کر ظاہر ہو رہی تھی۔

چھوٹی سی فلم نے بہت بڑا کام کیا

اس پروگرام کے بعد دجال کے بارہ میں مختصر سی فلم دکھائی گئی۔شروع میں تو میں نے تمسخرانہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا کہ دجال اور ریل گاڑی کا آپس میں بھلا کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ پھر جب خر دجال کے بارہ میں حدیث کے الفاظ ’’حِمَارٌ أَقْمَر‘‘ کی تاویل میں ہوائی جہاز کو پیش کیا گیا تو مجھے سنجیدگی اختیار کرنی پڑی۔ اسی طرح دیگر علامات کی تاویل تصویری زبان میں دیکھ کر میں مدہوش ہو کر رہ گیا۔یہ چند منٹ کی فلم تو ختم ہوگئی لیکن مجھے ورطۂ حیرت میں ڈال گئی۔ میں سوتے جاگتے انہی امور کے بارہ میں سوچنے لگا۔اس کے ساتھ ساتھ میں ایم ٹی اے بھی دیکھتا رہا اور مہدی ومسیح کے ایک وجود ہونے کے بارہ میں جماعت کا نظریہ سن کر مزید حیرت کا شکار ہوگیا۔اس پر مستزاد یہ کہ اس چینل پر میں نے یہ بھی سنا کہ آج امت اسلامیہ کی جو حالت ہے وہ اس مہدی ومسیح کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔

اگرچہ احمدیوں کا یہ چینل ایک ایک کر کے میرے سابقہ عقائد کے خلاف نظریات پیش کر رہا تھا لیکن شاید اس کے بیان کا سحر تھا یا دلائل کی قوت کہ میں باوجود کوشش کے بھی خود کو اس چینل سے روکنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔میں یونیورسٹی سے شام کو لوٹتا اور ایم ٹی اے دیکھنے بیٹھ جاتا، اور ساتھ ساتھ انٹرنیٹ پر بھی اس جماعت کے بارہ میں تحقیق کرتا رہا۔

کیا احمدیت انگریز کا خودکاشتہ پودا ہے؟!!

مجھے تحقیق کے دوران جماعت احمدیہ کے مخالفین کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ جماعت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔اس کے بارہ میں تحقیق کرتے ہوئے مجھے جماعت کی عربی کتب فروخت کرنے والی ویب سائٹ مل گئی جہاں ایک پمفلٹ اسی عنوان سے موجود تھا کہ کیا جماعت احمدیہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے؟اس سوال کو پڑھتے ہی میں نے بے اختیاری میں کہا کہ ’’ہرگز نہیں‘‘ کیونکہ جو لوگ انگریز کے خدا کو نہ صرف یہ کہ انسان کہتے ہیں بلکہ عام انسانوں کی طرح اس کی وفات بھی ثابت کرتے ہیں،جو اِن عیسائی اقوام اور گروہِ پادریاں کو دجال ثابت کرتے ہیں، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر معمولی محبت کا اظہار کرتے ہیں وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا کیونکر ہو سکتے ہیں؟اور انگریز انہیں ان کاموں کے لئے کیوں کھڑا کرے گا؟ بلکہ یہ تو ایسے کام ہیں جو ہر مسلمان کو کرنے چاہئیں۔

تبدیلی

اس دن سے احمدیت میری زندگی کا حصہ بننے لگ گئی۔اس نے میری زندگی میں یکسر انقلاب برپا کردیا۔ مذہب کے بارہ میں میرا نقطۂ نظر ہی تبدیل ہوگیا۔اور دینی مسائل جیسے وجودِ باری تعالیٰ،انبیاء،ملائکہ،روح،جنّ،نماز وروزہ اور زکوٰۃ اور موت وحیات کا فلسفہ ایک ایسے کامل اور روشن طریق پر سمجھ آیا کہ اس سے قبل یہ امور محض پہیلیاں تھیں۔اب تصحیح افکار کے بعد جب میں نے نماز پڑھنی شروع کی اور مکمل دلی اطمینان اور انشراح صدر سے روح کی گہرائیوں سے عبودیت کے جذبہ سے سرشار ہو کر سربسجود ہوا تو پہلی بار وہ لذت وسرور اور تسکین حاصل ہوئی جس کی قبل ازیں بشدت پیاس تھی۔

اہلیہ کو تبلیغ

میں نے فلسطین میں اپنی اہلیہ کو فون کر کے احمدیت کے بارہ میں بتایا تو اس نے بعض ساتھی عورتوں اور بعض مولویوں سے فتویٰ لے کر اگلے روز مجھے بتایا کہ احمدی کفّار ہیں۔مَیں نے اسے کہا کہ اگر یہ بات مولوی کہہ رہے ہیں تو سمجھ لو کہ احمدی حق پر ہیں کیونکہ ہمارا تجربہ یہی کہتا ہے کہ مولوی حضرات کبھی سچی بات نہیں کرتے۔میں نے فون پر اپنی بیوی سے اس بارہ میں لمبی بحث نہ کی،لیکن جب میں نے اپنی فیملی کو جرمنی میں بلایا تو سب سے پہلے اپنی اہلیہ کو دجال اور اس کے گدھے کے بارہ میں معلومات کی تفصیل بتائی۔ اس کے بعد وہ ایم ٹی اے دیکھتی رہی اور آہستہ آہستہ مختلف امور کے بارہ میں اسکے شکوک مٹنے لگے اور اطمینان وتسکین وایمان پیدا ہوتا گیا۔

اہلیہ کا رؤیا

میری اہلیہ کی تحقیق کا سفر جاری تھا کہ 2010ء میں اس نے ایک رؤیا دیکھا۔اس نے دیکھا کہ ہم میاں بیوی اور ہمارے دونوں بچے محمد اور احمد کسی نامعلوم مقام پر ایک قبر کے پاس کھڑے ہیں۔ایسے میں میری اہلیہ مجھ سے پوچھتی ہیں کہ ہم کہاں ہیں؟ میں اسے جواب دیتا ہوں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس ہیں۔اس وقت میں بہت تھکا ہوا دکھائی دیتا ہوں اور میرے ہاتھ میں ایک بہت قدیم چابی ہے۔ میں اس جواب کے بعد سورت فاتحہ پڑھنی شروع کر دیتا ہوں۔ ایسے میں میرے کندھے کے اوپر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر نمودار ہوتی ہے اور آپ مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرماتے ہیں:

{إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَاناً وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ (الأنفال:3)

یعنی مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اُس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے ربّ پر ہی توکل کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تلاوت کے دوران وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ کے الفاظ تین بار دہراتے ہیں۔اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔جب میں حضور علیہ السلام کو ایسا کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو مَیں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوات بھیجنا شروع کر دیتا ہوں۔

اس رؤیا کا مطلب یہ تھا کہ میں ادھر ادھر حق کی تلاش کرتے کرتے تھک گیا تھا لیکن خدا نے فضل فرمایا اور اپنی آیات سے ہم پر حق واضح فرما دیا جس کے بعد اب ہمارے دل نرم ہونے چاہئیں اور اب ہمیں اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے جلدی بیعت کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔

بیعت

صبح جب میری اہلیہ نے یہ رؤیا مجھے سنایا تو میں نے فوراً اسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کر دیا۔اور اس کے کچھ عرصہ بعد ہی ہم سب نے مل کر بیعت کر لی۔

بیعت کے بعد ہماری زندگیاں بدل کر رہ گئیں۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دستورِ حیات بن گیا۔ بے شمار رؤیائے صالحہ اور ان کے پورا ہونے کے نشان اور دعاؤں کے معجزات دیکھے اور دیکھتے جارہے ہیں۔

اب سابقہ زندگی پر بہت پشیمانی اور ندامت ہوتی ہے کہ محض خرافات کی نذر ہی ہوگئی اور خدا تعالیٰ اور اس کے دین اور اس کے احکام سے دَوری میں ہی گزر گئی۔اب میری ایک ہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی محبت میں بڑھاتا چلا جائے۔آمین۔

بیعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور انور سے ملاقات کا شرف بھی عطا فرمایا ہے۔اور یہ ایسا روحانی تجربہ ہے کہ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس نعمت سے سرفراز فرمائے۔آمین۔

(باقی آئندہ)

آزادئ مذہب اور مذہبی رواداری سے متعلق اسلامی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ

(تحریر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

قسط نمبر 2

غیر مذاہب کے پیروؤں کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ عملی نمونہ

اَب مَیں یہ بتاتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مذاہب کے پیروؤں کے متعلق عملی رنگ میں کیا نمونہ پیش کیا۔ سو اس بارہ میں جب ہم تاریخ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ:

(1) **رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر اقوام کے نیک انسانوں کا عملاً احترام کیا ہے۔**

چنانچہ لکھا ہے کہ جب **طےؔ قبیلہ** سے جنگ ہوئی تو کچھ مشرک بطور قیدی پکڑے آئے اُن میں حاتمؔ طائی کی بیٹی بھی تھی۔ اُس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں مَیں کس کی بیٹی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کس کی بیٹی ہو؟ اُس نے کہا مَیں اس شخص کی بیٹی ہوں جو مصیبتوں کے وقت لوگوں کے کام آیا کرتا تھا یعنی حاتمؔ کی۔ وہ مسلمان نہ تھا لیکن چونکہ لوگوں سے اچھا سلوک کرتا تھا اس لئے اُس کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی بیٹی کو آزاد کر دیا۔ اس کا بھائی گرفتاری کے خوف سے بھاگا پھرتا تھا۔ آپؐ نے اُسی وقت اُسے روپیہ اور سواری دے کر کہا کہ جا کر اپنے بھائی کو بھی لے آؤ۔ چنانچہ وہ گئی اور اُسے لے آئی۔ اُس پر اِس سلوک کا ایسا اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ اِس طرح آپؐ نے اس کی سفارش پر اُس کی ساری قوم کی سزا کو بھی معاف کر دیا۔ (السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 227)

اس سے ظاہر ہے کہ **رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر نہ صرف غیر مذاہب کے لوگوں کی خوبیوں کا اعتراف کیا۔ بلکہ اُن سے تعلق رکھنے والوں سے بھی حُسنِ سلوک کیا۔ اور انہیں اپنے احسانات سے نوازا۔**

چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب طےؔ قبیلہ بعض لوگوں کے اکسانے سے بغاوت میں شامل ہو گیا تو حاتم طائی کے بیٹے نے جو خود اسلام سے بھاگا پھر رہا تھا آکر اپنی قوم کو سمجھایا اور دوبارہ اُن کی بیعت کرائی۔

(2) دوسری مثال **نصاریٰ نجران کا واقعہ** ہے۔

نجرانؔ کے نصاریٰ کا ایک وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس الوہیتِ مسیح کی تائید میں بحث کرنے کے لئے آیا مگر باوجود اس کے کہ وہ لوگ شرک کی تائید کے لئے آئے تھے جب اُن کی عبادت کا وقت آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد نبویؐ میں ہی اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت دے دی اور انہوں نے سب کے سامنے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ (زادالمعاد جلد 2 صفحہ 35 و سیرۃ ابن ہشام جلد اوّل صفحہ 209)

اس سلوک کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی جانیں لینے کے لئے اور اُن پر ظلم کرنے کے لئے آئے تھے۔ جو جانیں لینے کے لئے آیا کرتا ہے کیا وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی مسجد میں غیر مذاہب والوں کو عبادت کی اجازت دے سکتا ہے اور مسجد بھی وہ جس کے متعلق آپؐ نے اٰخِرُالْمَسَاجِد فرمایا ہے۔ اور جس میں نماز پڑھنا دوسری مساجد کی نسبت بہت زیادہ قابل ثواب قرار دیا ہے۔ اس مسجد میں خدا تعالیٰ کے نبیؐ کی موجودگی میں اور اس نبیؐ کی موجودگی میں جو خدا تعالیٰ کی توحید قائم کرنے کے لئے آیا تھا، نصاریٰ صلیبیں رکھ کر عبادت کرنا چاہتے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کیا ہرج ہے بیشک کر لو۔

آج بڑے بڑے رواداری کا دعویٰ کرنے والوں کو بھی اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ اپنی عبادتگاہوں میں غیر مذاہب کے لوگوں کو عبادت کرنے دیں۔ صرف ہماری جماعت کی ایک مثال ہے جس نے یہ نمونہ قائم کیا اور مسجدِ لنڈن کی بنیاد رکھتے ہوئے ہی اعلان کر دیا کہ ”یہ مسجد صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے تاکہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی محبت قائم ہو اور لوگ مذہب کی طرف جس کے بغیر حقیقی امن اور حقیقی ترقی نہیں متوجہ ہوں۔ اور ہم کسی شخص کو جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے ہرگز اس میں عبادت کرنے سے نہیں روکیں گے بشرطیکہ وہ اُن قواعد کی پابندی کرے جو اس کے منتظم اس کے انتظام کے لئے مقرر کریں۔ اور بشرطیکہ وہ اُن لوگوں کی عبادت میں مخل نہ ہوں جو اپنی مذہبی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اس مسجد کو بناتے ہیں“۔ (الفضل مؤرخہ 20؍نومبر 1924ء صفحہ 5)

مجھے یاد ہے ایک دفعہ قادیان میں آریوں کا جلسہ ہوا جس میں انہوں نے ہمارے خلاف بہت شور مچایا۔ جلسہ کے بعد اُن کے لیکچرار مجھ سے ملنے آئے۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ مَیں نے سنا ہے آپ کو جگہ کے متعلق تکلیف ہوئی۔ آپ میرے پاس آتے مَیں اپنی مسجد میں انتظام کروا دیتا۔ وہ کہنے لگے۔ کیا آپ اپنی مسجد میں اس کی اجازت دے دیتے؟ مَیں نے کہا کیوں نہیں، اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کو اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت دے دی تھی تو مَیں آپ کو مسجد میں لیکچر کی اجازت کیوں نہیں دے سکتا۔ اِس پر اُن میں سے ایک نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو مَیں آج لیکچر دے سکتا ہوں۔ مَیں نے کہا اجازت ہے۔ چنانچہ مسجد اقصیٰ میں اس کا لیکچر ہوا جس میں مَیں بھی شامل ہوا۔ اس کے بعد آریہ صاحبان کی موجودگی میں حافظ روشن علی صاحبؓ مرحوم نے اُن کے اعتراضات کے جواب دیئے۔ اِس کا ایسا اثر ہوا کہ اُن کا جلسہ ہی بند ہو گیا اور شائد بارہ تیرہ سال کے بعد اُن کا دوبارہ جلسہ ہوا۔

غرض اسلام غیر مذاہب کے متعلق جس روادارانہ تعلیم کا حامل ہے اُس کی نظیر دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔

(3) غیر مذاہب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلوک کی تیسری مثال یہ ہے کہ **آپؐ اپنے ہمسائیوں سے خواہ وہ کسی مذہب و ملّت سے تعلق رکھتے ہوں اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے تھے اور اس کے متعلق اِتنا زور دیتے تھے کہ صحابہؓ ہر وقت اس کی پابندی ملحوظ رکھتے تھے۔**

چنانچہ لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ ایک دفعہ گھر میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ کہیں سے اُن کے ہاں گوشت آیا ہوا ہے۔ انہوں نے گھر والوں سے پوچھا کہ کیا یہودی ہمسائے کو گوشت بھیجا ہے یا نہیں؟ اور پھر آپؓ نے اس بات کو اتنی دفعہ دوہرایا کہ گھر والوں نے کہا آپ اِس طرح کیوں کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مَیں نے سنا ہے کہ جبرائیل نے اتنی دفعہ مجھے ہمسایہ کے حق کی تاکید کی کہ مَیں نے سمجھا شاید اُسے وراثت میں شریک کر دیا جائے گا۔

یہ عملی سلوک تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپؐ نے غیر مذاہب کے لوگوں سے روا رکھا۔

آپؐ غیر مذاہب والوں کے احساسات کا بھی بیحد خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے کسی یہودی نے کہہ دیا کہ مجھے موسیٰؑ کی قسم جسے خدا نے سب نبیوں پر فضیلت دی ہے۔ اِس پر حضرت ابوبکرؓ نے اُسے تھپّڑ مار دیا۔ جب اس واقعہ کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ جیسے نرم دل انسان کو زجر کی۔ غور کرو مسلمانوں کی حکومت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰؑ کو ایک یہودی فضیلت دیتا ہے اور ایسی طرز سے کلام کرتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جیسے نرم دل انسان کو بھی غصّہ آجاتا ہے اور آپ اسے طمانچہ مار بیٹھتے ہیں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ڈانٹتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم نے ایسا کیوں کیا، اُسے حق ہے کہ جو چاہے عقیدہ رکھے۔

(4) آپؐ کے حسنِ سلوک کی چوتھی مثال یہ ہے کہ **فتح خیبر کے موقعہ پر** ایک یہودی عورت نے آپؐ کی دعوت کی اور اُس نے گوشت میں زہر ملا دیا۔ آپ نے صرف ایک ہی لقمہ کھایا تھا کہ آپؐ پر وحی نازل ہوئی کہ اِس میں زہر ہے اور آپؐ نے کھانے سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ اس کے بعد آپ نے اس عورت کو بلایا اور فرمایا کہ اس کھانے میں تو زہر ہے۔ اُس نے کہا۔ آپ کو کس نے بتلایا؟ آپؐ کے ہاتھ میں اُس وقت بکری کا دست تھا۔ آپؐ نے اُس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس ہاتھ نے مجھے بتایا ہے۔ یہودن نے کہا: مَیں نے یہ زہر اس لئے ملایا تھا کہ اگر آپ واقعہ میں خدا تعالیٰ کے سچے نبی ہیں تو آپؐ کو یہ بات معلوم ہو جائے گی اور اگر جھوٹے ہیں تو دنیا کو آپؐ کے وجود سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ مگر باوجود اس کے کہ اُس نے آپ کو زہر سے ہلاک کرنے کی کوشش کی اور باوجود اِس کے کہ ایک صحابیؓ اس زہر کی وجہ سے بعد میں فوت ہو گئے، آپؐ نے اسے کوئی سزا نہ دی۔ **یہ کتنا بڑا نیک سلوک ہے جو آپؐ نے ایک ایسی دشمن عورت سے کیا جس نے آپؐ کی اور آپؐ کے جاں نثار صحابہؓ کی جان لینے کی کوشش کی** اور اِس طرح اسلام کو بیخ و بن سے اکھیڑنا چاہا۔

(5) آپؐ کے سلوک کی پانچویں مثال یہ ہے کہ **جب آپؐ جنگ کے لئے جاتے تو سپاہیوں کو خاص طور پر حکم دیتے کہ کسی قوم کی عبادتگاہیں نہ گرائی جائیں۔ اُن کے مذہبی پیشواؤں کو نہ مارا جائے۔ عورتوں پر اور بوڑھوں پر اور بچوں پر حملہ نہ کیا جائے۔**

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے یہ رواج تھا کہ پادریوں اور راہبوں کو مار ڈالا جاتا تھا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قطعی طور پر روک دیا۔ اگر آپ دوسرے مذاہب کے ایسے ہی دشمن ہوتے جیسے مخالفین آپ کو قرار دیتے ہیں تو کیا آپؐ یہ حکم دیتے کہ ان مذاہب کے رہنماؤں کو چھوڑ دیا جائے! آپ تو یہ کہتے کہ سب سے پہلے ان کو مارا جائے۔ مگر آپؐ نے فرمایا: جو تلوار لے کر حملہ کرتا ہے اُسے تو بیشک مارو۔ لیکن جو لوگ مذہبی کاموں میں مصروف رہتے ہوں اُن کو کچھ نہ کہو۔

(6) پھر دنیا میں یہ طریق ہے کہ جن لوگوں سے جنگ ہوتی ہے اُن کے احساسات کا خیال نہیں رکھا جاتا اور مفتوح اقوام کو ہر طرح دبانے اور اُن کے جذبات کو کچلنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھو۔ مکّہ والوں نے آپؐ پر کس قدر ظلم کئے تھے۔ متواتر 13 سال مکّہ والے آپ پر اور آپؐ کے ساتھیوں پر مظالم کرتے رہے۔ عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار مار کر ہلاک کیا گیا۔ صحابہؓ کو رسّیوں سے باندھ کر انہیں تپتی ریت پر گھسیٹا گیا۔ بھٹیوں سے کوئلے نکال کر اُن پر مسلمانوں کو لٹایا گیا۔ بعض مَردوں اور عورتوں کی آنکھیں نکال دی گئیں اور یہاں تک ظلم کئے گئے کہ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا اور جب مکّہ چھوڑ کر آپؐ مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی ان لوگوں نے آپ کو چین نہ لینے دیا اور وہاں کے لوگوں کو آپؐ کے خلاف اکسایا۔ قیصر اور کسریٰ کی حکومتوں کو اشتعال دلایا۔ مگر جب ایسی قوم کے خلاف آپؐ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ چڑھائی کر کے گئے تو مکّہ کے قریب پہنچ کر فوج کے ایک حصہ کے کمانڈر کی زبان سے یہ فقرہ نکل گیا کہ آج مکّہ والوں کی خیر نہیں، آج ہم اُن کے ظلموں کا اُن سے انتقام لیں گے۔ اس پر ابوسفیان نے آگے بڑھ کر شکایت کی کہ اِس شخص نے ہمارا دل دکھایا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت اُس شخص کو بلوایا اور فرمایا تمہیں معزول کیا جاتا ہے کیونکہ تم نے کفّار مکّہ کے احساسات کا خیال نہیں رکھا۔

دیکھو ابھی معلوم نہیں کہ مکّہ والے کیا رویہ اختیار کریں گے اور لڑائی کا کیا نتیجہ رونما ہو گا مگر مکّہ والوں کے ایک ایسے سردار کے کہنے پر جو ساری عمر مسلمانوں سے لڑتا رہا تھا اور کفار کے لشکر کا کمانڈر رہا تھا آپ نے ایک اسلامی کمانڈر کو معزول کر دیا۔ کیا دنیا کی تمام جنگوں کی تاریخ میں کوئی ایک بھی ایسی مثال پیش کی جاسکتی ہے۔ کمانڈر چھوڑ نائک اور لیس نائک کی مثال بھی نہیں دکھائی جاسکتی کہ اُسے اس لئے سزا دی گئی ہو کہ اُس نے میدان جنگ میں کھڑے ہو کر کہا ہو کہ آج ہم دشمن کی خبر لیں گے اور اُسے اپنے کئے کا مزہ چکھائیں گے۔

مغربی تاریخوں میں ایک مشہور شخص ابراہیم لنکنؔ کا ذکر آتا ہے کہ اُس کے زمانہ میں دو گروہوں میں لڑائی ہوئی۔ ایک کہتا تھا غلامی قائم رہنی چاہئے اور دوسرا گروہ اسے ظلم قرار دے کر مٹانا چاہتا تھا۔ ابراہیم لنکنؔ مٹانے والوں میں سے تھا۔ اُس کی بڑی خوبی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب دوسرے فریق کو شکست ہوئی اور اُسے فتح تو وہ سر نیچے کئے ہوئے دشمن جرنیل کے گھر پر گیا۔ کہتے ہیں وہ اُس وقت دعا کر رہا تھا۔ افسروں نے اُسے کہا کہ ہمیں بینڈ بجاتے ہوئے جانا چاہئے مگر اُس نے کہا نہیں، اس طرح دوسروں کا دل دکھے گا۔ یہ ابراہیم لنکنؔ کی ایک خاص خوبی بیان کی جاتی ہے مگر وہ ایسا شخص تھا جسے ان لوگوں نے کوئی ذاتی دکھ نہیں دیا تھا۔

لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکّہ پر حملہ آور ہوئے تو اُن لوگوں کی غدّاری کی وجہ سے حملہ آور ہوئے تھے اور اُن دشمنوں پر حملہ کرنے گئے تھے جنہوں نے قریباً رُبع صدی تک مسلمانوں پر ظلم کئے تھے۔ جنہوں نے آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو مکّی زندگی کے تیرہ سال سے ہر منٹ بلکہ ہر سیکنڈ میں مارنے اور ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کے بعد سات سال تک دو سو میل دُور جا کر وہ آپ کی تباہی کی کوشش کرتے رہے تھے مگر ان تمام مظالم کے باوجود جب آپؐ مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ نے اپنے عفو و کرم کا وہ نمونہ دکھایا جس کے مقابلہ میں ابراہیم لنکن کا نمونہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے مکّہ والوں کو جمع کیا اور اُن سے پوچھا کہ بتاؤ اب تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اگر اُس وقت اُن کے جسموں کا قیمہ بھی کر دیا جاتا تو مَیں سمجھتا ہوں یہ اُن کے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ ہمیں رمضان کے ایک اور مہینے سے گزرنے کا موقع عطا فرما رہا ہے۔

اس مہینے میں ہر ایک کو اپنے جائزے لیتے ہوئے روزے اور رمضان کی روح کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔تقویٰ کے راستوں کی تلاش کی ضرورت ہے۔حلال اور جائز چیزوں کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے چھوڑنے کا جو تجربہ حاصل ہوگا اُسے اپنے اندر عمومی، اخلاقی تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی ضرورت ہے۔حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف جو توجہ پیدا ہوگی، اپنے غریب بھائیوں کی مدد کی طرف جو توجہ پیدا ہوگی، اُسے مستقل زندگی کا حصہ بنانے کی طرف توجہ اور کوشش کی ضرورت ہے۔پس روزوں میں، رمضان کے مہینے میں عبادات اور قربانی کا جو خاص ماحول پیدا ہوتا ہے اُسے مستقل اپنانے کی ضرورت ہے تا کہ ہم متقیوں کے گروہ میں شامل ہونے والوں کی طرف بڑھنے والے ہوں۔اس رمضان میں ہمیں اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(روزہ کی اہمیت، اس کی غرض و غایت اور فوائد و برکات کا قرآن مجید، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے تذکرہ اور افراد جماعت کو اہم نصائح)

مکرم عرفانہ شکور صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر میاں عبدالشکور صاحب اور عزیزہ ملیحہ انجم بنت مکرم نصیر احمد انجم صاحب کی نماز جنازہ حاضر اور مکرم مولانا عبدالکریم شرما صاحب (مرحوم) کی نماز جنازہ غائب اور مرحومین کا ذکر خیر۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12 جولائی 2013ء بمطابق 12 وفا 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَيْکُمُ الصِّيَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (البقرۃ:184)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے اُسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل سے یہاں رمضان شروع ہے۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ ہمیں رمضان کے ایک اور مہینے سے گزرنے کا موقع عطا فرما رہا ہے۔یہ آیت جو تلاوت کی گئی ہے اس میں خدا تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے روزوں کی اہمیت اور فرضیت کی طرف توجہ دلائی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ تم سے پہلے جو انبیاء کی جماعتیں گزری ہیں اُن پر بھی روزے فرض تھے، اس لئے کہ روزہ ایمان میں ترقی کے لئے ضروری ہے، روزہ روحانیت میں ترقی کے لئے ضروری ہے۔

آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ چاہے اس وقت مختلف مذاہب میں روزہ اُس اصل حالت میں ہے جیسا کہ انبیاء کے وقت میں تھا یا زمانے کے ساتھ روزے کی حالت اور کیفیت بدل گئی ہے لیکن بہر حال کسی نہ کسی رنگ میں، کسی نہ کسی حالت میں روزے کا تصوّر ہر جگہ قائم ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روزوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔حضرت داؤد علیہ السلام کے روزوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ہندوؤں میں بھی روزوں کا تصور ہے، چاہے وہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے پرہیز ہو اور اُس کا روزہ ہو۔عیسائیوں میں بھی روزے کا تصور ہے۔بعض فرقے عیسائیوں کے ایسا بھی روزہ رکھتے ہیں کہ گوشت نہیں کھانا، سبزی وغیرہ جتنی چاہے کھالیں۔

گزشتہ دنوں مجھے ایسے ہی ایک روزہ دار کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ہمارے ایک عیسائی دوست ہیں اُن کا نام لینے کا تو سوال نہیں لیکن ملک کا نام بھی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔بہر حال یہ دوست ایک دعوت میں میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے تو مَیں نے دیکھا کہ کھانے کی پلیٹ اُن کے سامنے نہیں آئی، کیونکہ کھانا پلیٹوں میں سَرو (serve) ہو رہا تھا، ڈال کے دیا جا رہا تھا۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ نہیں کھائیں گے؟ کہنے لگے میرا روزہ ہے۔تو خیر میں اُن کے روزے کے احترام میں خاموش ہو گیا۔حیرت بھی ہوئی کہ دنیا دار ہیں، سیاسی آدمی ہیں، پھر بھی دین پر عمل ہے۔تھوڑی دیر بعد مَیں نے دیکھا تو سبزی وغیرہ اُن کے سامنے پڑی ہوئی تھی، چاول بھی تھے۔تو میں نے کہا کہ آپ کے روزے میں سبزی چاول وغیرہ تو آپ کھا سکتے ہیں؟ کہنے لگے ہاں، کھانے لگا ہوں۔خیر انہوں نے کھانا شروع کر دیا۔اُس کے بعد ہمارے سامنے ڈشوں میں چکن وغیرہ بھی آنے لگا۔ہم نے ڈال کر کھانا شروع کیا۔تھوڑی دیر کے بعد جب اُن کی پلیٹ پر نظر پڑی تو وہاں اُن میں گوشت بھی پڑا ہوا تھا۔تو اُن سے پوچھا کہ روزے میں یہ مرغی کا گوشت کھانے کی آپ کو اجازت ہے؟ بے تکلفی تھی تو میں نے پوچھ لیا۔ ہنس کے کہنے لگے کہ سَرو (serve) کرنے والے بار بار آ رہے تھے اور مرغی کے سالن کا ڈش میرے پاس لا رہے تھے تو میرا دین یہ بھی کہتا ہے کہ اگر میزبان تمہیں کچھ کھلائے تو کھالو۔اس لئے مَیں کھا رہا ہوں۔

تو یہ اُن پرانے دینوں پر عمل کرنے والوں کی روزے کی حالت ہے۔سب کھا رہے تھے، گوشت تھا، مزیدار تھا، جب ارد گرد لوگوں کو کھاتے دیکھا تو سَرو (serve) کرنے والے جو شاید دو مختلف آدمی تھے، ایک کو اظہار کیا ہوگا، لیکن اگلے سے لے لیا۔ اخلاقاً لے بھی لیا اور پھر کھانا بھی شروع کر دیا۔تو اخلاق دینی حکم پر غالب آ گئے۔اس لئے کہ دینی احکام بتانے والی کتب میں واضح نہیں ہے، لیکن قرآنِ کریم کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا، اب تک اپنی اصلی حالت میں ہے اور مومنین کو حکم ہے کہ صرف انبیاء کے روزوں کا ذکر نہیں کیا گیا، صرف بزرگوں کے روزوں کی باتیں نہیں ہیں، بلکہ مومنین کو فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو روزہ تم پر فرض ہے۔ایک مہینے کے لئے فرض ہے۔ ہر قسم کے کھانے پینے سے صبح سے شام تک پرہیز ضروری ہے۔اور اس سے مومنین نے حاصل کیا کرنا ہے؟ فرمایا تمہیں تقویٰ حاصل کرنا ہے۔تمہیں تقویٰ میں ترقی کرنی ہے۔تم نے روزے سے خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول کرنا ہے۔ بیشک بائبل میں بھی حواریوں کو خدا کی رضا کے لئے روزے رکھنے کا حکم ہے، نہ کہ دکھاوے کے لئے۔ پھر یہ بھی ہے کہ روزے سے روحانیت بڑھتی ہے تو اُس روحانیت کے بڑھنے سے بیماریوں کے علاج ہوتے ہیں۔لیکن وہاں کفّارہ کے نظریہ نے روزے کی روح جو تقویٰ کا حصول ہے، اُسے ختم کر دیا ہے۔پس جب تقویٰ کا حصول ہی نہیں تو روزے کے فیض کی اہمیت ہی ختم ہو گئی۔اور جب فیض ہی نہیں تو پھر روزے کا صرف نام رہ گیا۔ یہ نام کا روزہ ہے۔ پھر کچی اور اُبلی ہوئی سبزیوں سے پکے ہوئے گوشت کی طرف بھی ہاتھ بڑھ جاتے ہیں۔

پس یہ اسلام کی خوبصورتی ہے، یہ قرآنِ کریم کی خوبصورتی ہے کہ نہ صرف تعلیم بتائی، ایک حکم دیا بلکہ اُس کا مقصد بتایا اور اُس کے بدلے میں انعامات کی خبر بھی دی اور پھر اسلام کی تعلیم کو زندہ رکھنے کے لئے، عملی نمونے قائم کرنے کے لئے مجددین اور اولیاء کا سلسلہ جاری رکھا اور پھر اس زمانے میں مسیح موعود اور

مہدی معہود کا ظہور فرما کر مسلمانوں اور غیر مسلموں سب کے لئے اس تعلیم کی روح کو اُس کی اصلی حالت میں زندہ کرنے کے سامان مہیا فرما دیئے جنہوں نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں تقویٰ پر چلنے کی بار بار تلقین فرمائی ہے، روزے کی روح کو سمجھنے کی طرف ہمیں توجہ دلائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''تیسری بات جو اسلام کا رُکن ہے، وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں...... روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے، بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے، اُنہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 102۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اس ارشاد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا کہ جس قدر انسان کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے، تو اس سے خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید بھوکا پیاسا رہنا ہی تزکیۂ نفس ہے اس لئے آگے واضح فرما دیا کہ صرف بھوکا پیاسا رہنا تزکیۂ نفس نہیں، نہ اس سے روزے کا مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ یہ تو قرآنی ارشاد کے خلاف ہے کیونکہ مقصد تو تقویٰ کا حصول ہے۔ پس فرمایا کہ اگر روزہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے رکھا ہے تو پھر جتنا بھی روزے کا وقت ہے یہ بھی ذکرِ الٰہی میں گزارو۔ ایک دوسری جگہ آپ نے فرمایا کہ بھوکے پیاسے رہنے سے تو بعض جوگیوں میں بھی ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے کہ اُن کو بھی کشف ہو جاتے ہیں لیکن یہ ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ ایک مومن کی زندگی کا مقصد تبتّل اور انقطاع ہے اور یہ عبادت سے، ذکرِ الٰہی سے پیدا ہوتا ہے اور نمازیں اس کا بہترین ذریعہ ہیں جو روح پر اثر ڈالتی ہیں، جو خدا تعالیٰ کے قرب کا باعث بنتی ہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 697-696۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اصل روزہ وہ ہے جس میں خوراک کی کمی کے ساتھ ایک وقت تک جائز چیزوں سے بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے رُکے رہنا ہے۔ یہ تقویٰ ہے اور ان چیزوں سے رُکے رہ کر صرف دنیاوی کاموں اور کاروباروں میں ہی وقت نہیں گزارنا بلکہ نمازوں اور ذکرِ الٰہی کی طرف پوری توجہ دینی ہے۔ نمازیں اگر پہلے جمع کرتے تھے یا بعض دفعہ قضا ہو جاتی تھیں تو اِن دنوں میں اس طرف خاص توجہ کہ ذکرِ الٰہی اور عبادت ہر دوسری چیز پر مقدم ہو جائے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ ہو۔ اور ہم اَلْحَمْدُ لِلّٰہ جو کہتے ہیں تو یہ صرف منہ سے ہی نہ ہو بلکہ آپ نے اس طرف ہماری توجہ دلائی کہ جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہو تو ہمیشہ یہ بات مدّنظر رکھو کہ حمد صرف ربّ جلیل سے مخصوص ہے۔ یہ ذہن میں ہو کہ ہر قسم کی حمد خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے اور اُس کی طرف ہی حمد لوٹتی ہے۔ ہم اُس خدا کی حمد کرتے ہیں جو گمراہوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ پس اگر ہم سارا سال خدا کی طرف اُس طرح نہیں جھکے جو اُس کا حق ہے تو اس مہینہ میں ہمیں یہ ہدایت دے تاکہ اس ہدایت کے ذریعہ ہم آئندہ گمراہی سے بھی بچیں اور حمد کے فیض سے فیضیاب ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والے بھی ہوں۔

آپ علیہ السلام نے اس طرف بھی رہنمائی فرمائی کہ حمد کرتے وقت یہ سامنے ہو کہ ہر عزت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پس اس رمضان میں ہمیں یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وہ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اُس کا قرب دلانے والی ہوں۔ اور دنیا کی عزت اور تفاخر کی طرف ہم جھکنے والے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے یہ بھی خیال رہنا چاہئے کہ ہمیشہ ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہوگا، کسی دنیاوی سہارے پر نہیں ہوگا۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی طرف رمضان میں توجہ رکھو۔ صرف سبحان اللہ کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ جہاں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان ہو وہاں یہ دعا ہو اور درد سے دعا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں سے بھی پاک کر دے۔ اور یہ رمضان ہمارے اندر حقیقی تقویٰ پیدا کرنے والا بن جائے۔

پھر فرمایا تہلیل کرو۔ اپنی دعائیں اس یقین کے ساتھ کرو کہ عبادت کے لائق ذات صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر ہمیں کوئی کسی قسم کے نقصان سے بچا سکتا ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ ہے۔ جب ہمیں کسی سہارے کی ضرورت ہو تو خدا تعالیٰ کا سہارا ہم نے لینا ہے اور انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اس معبودِ حقیقی کی طرف ہر وقت جھکا رہنے کی کوشش ہو۔ رمضان میں روزوں کے ساتھ یہ دعا کرے کہ خدا تعالیٰ تُو ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھنا۔ اے اللہ! روزوں کے ساتھ جو تبدیلیاں تُو نے روزوں سے فیض پانے والوں کے لئے مقدر کی ہوئی ہیں اُن سے ہمیں بھی حصہ دے اور ایسا یہ حصہ ہو جو تا زندگی ہمیں فیضیاب کرتا رہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری یہ حمد، تسبیح اور تہلیل ایسی ہے جو تبتّل کی حالت پیدا کر دے۔ اور تبتّل الی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر قسم کی دنیاوی خواہشات سے علیحدہ کر لینا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل وفا کا تعلق پیدا کر لینا۔

پھر فرمایا کہ انقطاع حاصل ہو۔ یعنی تمام دنیاوی لہو و لعب سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ کرو۔ جب یہ ہوگا تو وہ مقصد حاصل ہوگا جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ روزے دار تقویٰ حاصل کرنے والا ہوگا۔

پس یہ رمضان جو دو دن سے شروع ہوا ہے اور انتیس تیس دن تک چلنا ہے، تبھی ہمیں فائدہ دے سکتا ہے جب ہم اس مقصد کو اپنے سامنے رکھنے والے ہوں گے اور یہ مقصد اتنا بڑا ہے کہ اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ اپنے روزے کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے اور اپنی دوسری عبادتوں کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے کیونکہ ان سب کی مشترکہ ادائیگی کا نام ہی تقویٰ ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا کہ میں نے دوست کا واقعہ بیان کیا ہے، پہلوں نے دین پر عمل چھوڑ دیا، خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی پابندیوں کو جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے تھیں چھوڑ کر ظاہری دنیاوی اخلاق کو اہمیت دی۔ جو روزے جس حالت میں اُن پر فرض کئے گئے تھے یا روزوں کی فرضیت اور روزے رکھنے کا طریق جس حالت میں اُن تک پہنچا تھا اُس کی روح کو بھی چھوڑ دیا۔ تو روزہ جو ایک عبادت ہے اور جس کا مقصد تقویٰ میں ترقی اور خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے وہ بھی ختم ہو گیا۔ اگر ہم باریکی کی نظر سے دیکھیں تو یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے کہ بظاہر دنیاوی اخلاق کے نام پر میزبان کی خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کو توڑ دیا جائے، ٹال دیا جائے۔ خدا تعالیٰ کے مقابلے پر جس کو بھی اہمیت دیں اُس سے آہستہ آہستہ خدا تعالیٰ کی ذات پیچھے چلی جاتی ہے اور شرک غالب آ جاتا ہے۔

پس فرمایا کہ روزے تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں اُن پر بھی فرض تھے، تمہارے لئے خاص نہیں ہیں۔ لیکن دینی لحاظ سے پہلی قوموں کی حالت بگڑتی رہی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی روح کو بھول گئے اور اُن سے صرف دکھاوا ہی رہ گیا۔ مسلمانوں کو اس مثال میں ایک سبق یہ بھی دیا گیا ہے کہ وہ مسلمان جو روزے کی روح کو سمجھنے اور تبتّل اِلی اللہ کی طرف بڑھنے، روزوں میں حمد و ذکر کی طرف توجہ دینے، اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے کی بجائے صرف اپنے روزے رکھنے پر ہی فخر کرتے ہیں، اُن کے روزے ویسے ہی روزے رہ جائیں گے جیسے پہلوں کے تھے۔ اگر تقویٰ مدّنظر نہیں تو تمہارا بھی وہی حال ہوگا جو پہلے دینوں کے ماننے والوں کا ہوا تھا۔ بعض نام نہاد بزرگ فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھتے ہیں تو اُس کا بھی اظہار کر دیتے ہیں حالانکہ نفل عموماً چھپی ہوئی عبادت ہے۔ ایسے لوگوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ذکر فرمایا ہے کہ مہمان آ جائے تو کھانا منگوا کر کہیں گے کہ آپ کھائیں مجھے کچھ عذر ہے۔ یا کھانے کے وقت کسی کے ہاں پہنچ جائیں گے جب میزبان خاطر مدارت کرنے لگے تو کہتے ہیں کہ نہیں نہیں، میں کچھ کھا پی نہیں سکتا، کچھ مجبوری ہے۔ یعنی چھپے ہوئے الفاظ میں اپنے روزے کا بتانا مقصود ہوتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 419-418۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایسے روزے دار بھی رمضان میں ہیں جو روزے کی لمبائی کا، مثلاً آجکل گرمیوں کی وجہ سے ضرورت سے زیادہ لمبے، کافی لمبے روزے ہیں تو اس کا اظہار کریں گے۔ ضرورت سے زیادہ روزوں کی لمبائی نہیں بلکہ ضرورت سے زیادہ اُن کا اظہار ہوتا ہے۔ پھر اپنی بزرگی جتانے کے لئے اپنی سحری افطاری کی تفصیل بھی بتانے لگ جاتے ہیں کہ تھوڑا کھاتا ہوں، بہت معمولی سحری کھا کے روزہ رکھتا ہوں، بہت معمولی سی افطاری کرتا ہوں۔ بیشک بعض دفعہ ایسا اظہار بے اختیار ہو جاتا ہے اور اُس میں کوئی بناوٹ نہیں ہوتی، لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جو خاص طور پر اظہار کرتے ہیں تاکہ اُن کے روزے کی اہمیت اور کم کھانے کا دوسروں پر رُعب پڑے۔ بلکہ غیروں میں ہمارے نام نہاد علماء میں سے بعض لوگ تو ایسے بھی ہیں جو دین کے غم میں اپنی کم خوراکی کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے ہی ایک نام نہاد عالم کا ایک غیر از جماعت دوست نے واقعہ سنایا کہ عالم بڑے اچھے مقرر تھے اور جماعت کے خلاف تو اور بھی زیادہ دھوآں دار تقریریں کیا کرتے

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

تھے۔تو یہ اُس غیر احمدی کے پاس جا کر ٹھہرے، وہ غیراز جماعت اُن کا بڑا معتقد اور مرید تھا، بڑی خاطر تواضع انہوں نے کی، ناشتے کے وقت بھی مرغ روسٹ رکھے، اور کہتے ہیں کہ یہ جو بہت بڑے مقرر و عالم تھے، یہ اُس وقت بھی تین مرغ روسٹ کھا گئے۔تو یہ علماء بہر حال کھانے کے شوقین تو ہوتے ہیں۔خیر اس کے بعد جلسہ تھا۔جلسہ میں تقریر کرنی تھی، وہاں گئے تو مجمع میں رعب ڈالنے کے لئے شروع ہی اس طرح کیا کہ اس دین کے خادم (سیّد تھے) اور نواسۂ رسول کے منہ میں اُمّت کے غم میں صبح سے ایک کھیل بھی نہیں گئی، یا ایک دانہ بھی نہیں گیا۔وہ غیراز جماعت کہتے تھے کہ میں سامنے بیٹھا ہوا اور میرے سامنے کہ جس کے گھر سے تین سالم مرغے ہڑپ کر کے آئے ہیں، یہ کہہ رہے ہیں۔ویسے اُس عالم نے بھی ٹھیک کہا تھا کہ چاول کا دانہ تو انہوں نے کھایا نہیں تھا، تین مرغے کھائے تھے۔

بہر حال ایسے مسلمان ہیں جن کے دین کے درد اور عبادتیں بھی اور روزے بھی جو ایک عبادت ہے، خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہیں ہوتے بلکہ دکھاوے کے لئے ہوتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہاری ہر عبادت کا مقصد تقویٰ ہونا چاہئے۔اگر تمہاری عبادتیں صرف ظاہری اظہار ہیں تو نہ پہلوں کو دکھاوے کے روزوں سے اجر ملا، نہ اب ملے گا۔ہاں اگر روزوں کے اظہار سے مقصد دنیا والوں کو مرعوب کرنا تھا تو پھر وہ تمہاری نیکی سے مرعوب ہو گئے اور یہ تمہارا اجر ہے جو تمہیں مل گیا۔اللہ کے ہاں تو اس کا کوئی اجر نہیں ہو گا۔اب اگر اللہ کے ہاں کسی نیکی کا اجر چاہتے ہو، روزوں کا اجر چاہتے ہو تو یہ تقویٰ کے بغیر نہیں ہو سکتا اور تقویٰ کے بارے میں صرف خدا تعالیٰ فیصلہ فرما سکتا ہے کہ کون تقویٰ پر چلنے والا ہے اور کون نہیں۔

پس جب ایک مومن اس نہج پر سوچے گا اور اپنا رمضان گزارنے کی کوشش کرے گا تو یہ روزے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوں گے، اس کا ذریعہ بنیں گے۔یہ روزے تزکیہ نفس کرنے والے بنیں گے۔یہ روزے آئندہ نیکیوں کے جاری رہنے کا ذریعہ ہوں گے۔ایسا شخص اُن لوگوں میں شامل ہو گا جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کے روزے ایمان کی حالت اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اُس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب صوم رمضان احتسابا من الایمان حدیث نمبر 38)

اور پھر خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے تو میں ایسے روزہ دار کی جزا بن جاتا ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب التوحید باب ذکر النبی ﷺ و روایتہ حدیث نمبر 7538)

یعنی روزہ دار کی جزا، ایسے روزہ دار کی جزا جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے روزہ رکھے، اُس کا اجر صرف خدا تعالیٰ کو ہی پتہ ہے کہ کیا دینا ہے۔یعنی بے شمار۔پھر اللہ تعالیٰ تو ایسا دیالو ہے جب دیتا ہے تو بیشمار دیتا ہے۔

پس یہ وہ روزے ہیں جو ہم میں سے ہر ایک کو رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، نہ کہ وہ روزے جن کا مقصد رمضان کی ایک رَو، رمضان میں جو ایک چلی ہوتی ہے جو تمام لوگ روزے رکھ رہے ہوتے ہیں، سحری کے لئے اُٹھ رہے ہوتے ہیں۔اس رَو میں بہتے ہوئے روزے رکھے جائیں۔صرف صبح سے شام تک بھوکا رہنا روزے کا مقصد نہ ہو بلکہ تقویٰ کی تلاش ہو۔اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ہو۔وہ روزہ ہو جو ڈھال بن جائے۔وہ روزہ ہو جو ہر شر سے بچانے والا اور ہر خیر کے راستے کھولنے والا ہو۔وہ روزہ ہو جو صرف دن کا فاقہ نہ ہو بلکہ ذکرِ الٰہی کے ساتھ راتوں کو نوافل سے سجا ہوا ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی راتوں کے نوافل کو بڑی اہمیت دی ہے۔آپ نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے اُس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب تطوع قیام رمضان من الایمان حدیث نمبر 37)

پھر روزہ صرف دینی شرور سے بچنے کیلئے اور خیر کے راستے کھولنے والا نہیں ہے بلکہ دنیاوی شر سے بچانے والا اور خیر کے راستے کھولنے والا بھی ہے۔مثلاً ایک خیر جس کو اب ڈاکٹر بھی تسلیم کرتے ہیں، سائنسدانوں کے ایک طبقہ نے بھی ماننا شروع کر دیا ہے کہ سال میں ایک مہینے کا جو کھانے پینے کا کنٹرول ہے وہ انسانی صحت کے لئے مفید ہے۔تو یہ خیر ہے، ایک بھلائی ہے جو اس روزے سے انسانی جسم کو حاصل ہوتی ہے۔

پس نیت اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو جسمانی فائدہ بھی خود بخود پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سے فوائد ہیں۔

پھر روزہ جو تقویٰ کے حصول کے لئے رکھا جائے، وہ رمضان جس میں سے تقویٰ کے حصول کے لئے گزرا جائے، معاشرے کی خوبصورتی کا باعث بھی بنتا ہے۔ایک دوسرے کیلئے قربانی کی روح پیدا ہو جاتی ہے۔اپنے غریب بھائیوں کی ضروریات کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور یہ ہونی ضروری ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہمارے سامنے ہے اور اُس سے ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ آپ رمضان کے مہینے میں صدقہ وخیرات تیز آندھی کی طرح فرمایا کرتے تھے۔(صحیح البخاری کتاب بدء الوحی باب نمبر 5 حدیث نمبر 6)

پس ایک مومن کا بھی فرض ہے کہ اس سنت پر عمل کرے۔یقیناً یہ معاشرے میں بے چینیوں کو دور کرنے کا باعث بنتا ہے۔ایک مومن کے دل میں دوسرے مومن کے لئے، اپنے کمزور اور ضرورتمند بھائی کے لئے نرمی کے اور پیار کے جذبات پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ایک غریب مومن کے دل میں اپنے مالی لحاظ سے بہتر بھائی کے لئے جو روزے کا حق ادا کرتے ہوئے اُس کا بھی حق ادا کر رہا ہے، شکرگزاری اور پیار کے جذبات پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔

پھر روزہ جو تقویٰ کے حصول کے لئے ہو، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو اُس میں مشقت کی عادت بھی پیدا ہوتی ہے۔سحری اور افطاری میں کم خوری اس لئے نہیں ہوتی کہ دوسروں پر اظہار ہو، بلکہ اس لئے ہوتی ہے کہ جسمانی روٹی کم کر کے تزکیہ نفس کی طرف زیادہ توجہ ہو۔

پس وہ لوگ جو اس وہم میں ہیں کہ ہم کم کھا کے کمزور نہ ہو جائیں، سحری اور افطاری میں ضرورت سے زیادہ پُرخوری کرتے ہیں، اُن کے لئے بھی سبق ہے کہ اپنی خوراک کو کنٹرول کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر ضروری مواقع پر جہاں فتنہ وفساد کا خطرہ ہو، رنجشوں کے بڑھنے کا خطرہ ہو، روزے دار کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تم ''اِنّیْ صَائِمٌ'' کہ میں روزہ دار ہوں، کہا کرو۔اس میں تقویٰ کے راستوں کی طرف نشاندہی فرمائی ہے کہ روزے کا حق ادا کرنے کے لئے تقویٰ کے حصول کے لئے اپنے جذبات پر کنٹرول بھی ضروری ہے۔تم نے اپنے آپ کو جھگڑوں سے بھی بچانا ہے کہ روزے کا مقصد پورا ہو۔تم نے اپنے آپ کو غیبت سے بھی بچانا ہے کہ روزے کا مقصد پورا ہو۔تم نے اپنے آپ کو جھوٹ اور غلط بیانی سے بھی بچانا ہے کہ روزے کا مقصد پورا ہو۔

پس روزے دار کے لئے زبان کے غلط استعمال سے رُکنا بھی ضروری ہے۔ایک مہینہ کی زبان کو قابو میں رکھنے اور غلط استعمال سے روکنے کی یہ عادت جو تقویٰ کے حصول کے لئے ضروری ہے، پھر آئندہ زندگی میں بھی بہت سے گناہوں اور غلطیوں سے بچانے کا باعث بنتی ہے۔ایک مہینہ کی عادت سے مستقل مزاجی سے ایک مہینہ تک برائیوں سے پرہیز کرنے کی عادت پڑتی ہے۔تقویٰ پر مستقل پر چلنے کی مستقل عادت پڑ جاتی ہے۔تقویٰ کی تلاش کی عادت پڑ جاتی ہے اور یہ عادت ہی اصل میں روزہ اور رمضان کا مقصد ہے۔ورنہ صرف سال میں ایک مہینہ نیکیوں کے عمل اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی کوشش اور گیارہ مہینے اپنی مرضی، دنیا کا اثر، برائیوں میں ملوث ہونا تو کوئی مقصد پورا نہیں کرتا۔

پس اس مہینے میں ہر ایک کو اپنے جائزے لیتے ہوئے روزے اور رمضان کی روح کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔تقویٰ کے راستوں کی تلاش کی ضرورت ہے۔حلال اور جائز چیزوں کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے چھوڑنے کا جو تجربہ حاصل ہو گا اُسے اپنے اندر عمومی، اخلاقی تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی ضرورت ہے۔حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف جو توجہ پیدا ہو گی، اپنے غریب بھائیوں کی مدد کی طرف جو توجہ پیدا ہو گی، اُسے مستقل زندگی کا حصہ بنانے کی طرف توجہ اور کوشش کی ضرورت ہے۔

پس روزوں میں، رمضان کے مہینے میں عبادات اور قربانی کا جو خاص ماحول پیدا ہوتا ہے اُسے مستقل اپنانے کی ضرورت ہے تاکہ ہم متقیوں کے گروہ میں شامل ہونے والوں کی طرف بڑھنے والے ہوں۔

اس رمضان میں ہمیں اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ رمضان میں خدا تعالیٰ جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیتا ہے۔(صحیح البخاری کتاب الصوم باب ھل یقال رمضان او شھر رمضان...... حدیث نمبر 1899)

ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اس مہینہ میں عبادتوں، تزکیہ نفس اور حقوق العباد کی ادائیگی کے ذریعہ جنت کے ان دروازوں میں داخل ہونے کی کوشش کریں۔یا جنت کے ان دروازوں سے جنت میں داخل ہونے کی کوشش کریں جو پھر ہمیشہ کھلیں رہیں۔اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرتے ہوئے جھکیں اور اُن خوش قسمتوں میں شامل ہو جائیں جن کی توبہ قبول کر کے اللہ تعالیٰ کو اُس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی ایک ماں کو اپنا گمشدہ بچہ ملنے سے۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اُس پیار کو حاصل کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کو اس رمضان میں وہ خوشی پہنچانے والے ہوں جو گمشدہ بچہ کے ماں کو مل جانے سے زیادہ ہے۔لیکن جیسا کہ اس کا پہلے بار بار ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ خوشی پہنچانے کے لئے ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے ان عبادتوں جن میں فرائض بھی ہیں اور نوافل بھی، ان کے معیاروں کو بلند کرنا ہو گا۔اپنے روزوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی ہو گی۔حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی ہو گی۔اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنے فضل سے یہ سب کچھ اس رمضان میں ہمیں حاصل کرنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نمازِ جمعہ کے بعد میں کچھ جنازے بھی پڑھاؤں گا جس میں حاضر اور غائب دونوں ہیں۔

جنازہ حاضر جو ہے یہ عرفانہ شکور صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر میاں عبدالشکور صاحب کا ہے جو 9؍جولائی 2013ء کو مختصر علالت کے بعد 62 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ مکرم شیخ ذکاء اللہ صاحب کی بیٹی تھیں جنہوں نے حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مرحومہ کی شادی جماعت کی معروف اور بہت مخلص فیملی میں ہوئی۔ حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے میاں کے نانا اور حضرت مولوی محمد دین صاحب سابق صدر، صدر انجمن احمدیہ اور حضرت مولوی رحمت علی صاحب۔ (یہ مولوی محمد دین صاحب بھی صحابی تھے۔ حضرت مولوی رحمت علی صاحب بھی صحابی تھے اور مبلغ انڈونیشیا رہے ہیں۔) آپ کے سسرالی تھے۔ شوہر کے خالو تھے۔ مرحومہ بہت نیک، صالح اور نماز روزے کی پابند اور اپنے حلقے میں بہت ہر دلعزیز خاتون تھیں۔ اپنی فیملی اور بچوں کو ہمیشہ جماعت کے ساتھ وفاداری اور پختہ تعلق قائم رکھنے کی نصیحت کیا کرتی تھیں۔ موصیہ تھیں اور پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر عمر احمد صاحب کو 28؍مئی 2010ء کے سانحہ لاہور میں دارالذکر میں شہادت کا اعزاز بھی نصیب ہوا۔

دوسرا جنازہ حاضر جو ہے ایک بچی کا ہے۔ عزیزہ ملیحہ انجم بنت مکرم نصیر احمد انجم صاحب والتھم سٹو (Walthamstow) 9؍جولائی 2013ء کو لمبی علالت کے بعد پانچ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ عزیزہ واقفۂ نو تھی۔

اور جنازہ غائب جو ہے وہ مکرم مولانا عبدالکریم شرما صاحب کا ہے۔ کچھ چند ہفتے پہلے ان کی وفات ہوئی تھی، تدفین ہو چکی ہے۔ آپ 26؍مئی 1918ء میں قادیان میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد حضرت شیخ عبدالرحیم شرما صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی تھے اور ہندوؤں سے مسلمان ہوئے تھے، ان کا پہلا نام کشن لال تھا۔ 1904ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کی والدہ حضرت عائشہ بیگم صاحبہ تھیں جو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پروردہ تھیں اور آپ کی والدہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کو دودھ پلایا اس لئے اُن کی رضاعی والدہ بھی تھیں۔ والد کے بعد آپ کی دادی کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ وہ بھی ہندو تھیں۔ مولوی عبدالکریم شرما صاحب کے نانا حضرت کرم داد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی تھے۔ اسی طرح ان کی نانی محترمہ سلطان بی بی صاحبہ بھی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی رضاعی والدہ تھیں۔ ان کے دو بھتیجے جو شیخ عبدالرشید شرما صاحب کے بیٹے تھے، شیخ مظفر اور شیخ مبارک، ان کو پاکستان شکارپور میں شہادت کا اعزاز بھی ملا۔

شرما صاحب نے بنیادی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ مولوی فاضل اور میٹرک کے بعد جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس دوران آپ کو دفتر الفضل میں خدمت کی توفیق ملی۔ 1939ء کی خلافت جوبلی میں حضرت مصلح موعود نے عبدالکریم شرما صاحب کو اُن نوجوانوں میں منتخب کیا جنہیں لوائے احمدیت کی پاسبانی کا شرف حاصل ہوا۔ 26؍سال کی عمر میں آپ نے زندگی وقف کی تھی۔ شروع میں کچھ سال تین چار سال برٹش آرمی میں انہوں نے سروس کی۔ پھر دوسری جنگِ عظیم کے فوراً بعد حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر آپ فوراً قادیان آ گئے اور افریقہ کے لئے تیاری شروع کی۔ جنوری 1948ء کو آپ پانچ مبلغین کے قافلہ میں ایسٹ افریقہ کے لئے روانہ ہوئے اور مجموعی طور پر 29 سال وہاں خدمت دین میں مشغول رہے۔ 1961ء میں جب ایسٹ افریقہ تین ممالک میں منقسم ہوا تو آپ یوگنڈا کے امیر اور مشنری انچارج مقرر ہوئے۔ اسی طرح آپ کو دوبارہ امیر و مشنری انچارج کینیا کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق ملی۔ 1978ء سے آپ یوکے میں ہی تھے۔ اس دوران دس سال آپ کو نیشنل مجلس عاملہ میں بطور سیکرٹری تبلیغ اور سیکرٹری تربیت اور سیکرٹری رشتہ ناطہ خدمت کی توفیق ملی۔ صد سالہ جوبلی کے موقع پر برطانیہ کی جوبلی پلاننگ کمیٹی کے ممبر رہے۔ مجلسِ انتخابِ خلافت کے بھی ممبر تھے۔

اپنی ایک خودنوشت میں یہ ایسا واقعہ لکھتے ہیں جو ان کے والد کے اخلاص اور ان کی طرف سے والد کے جذبات کا احترام بھی اس میں پایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں مَیں مدرسہ احمدیہ کی چوتھی یا پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا کہ بعض وجوہ کی بنا پر میرا دل مدرسہ سے اُچاٹ ہو گیا۔ مَیں چاہتا تھا کہ مدرسہ چھوڑ کر ہائی سکول میں تعلیم حاصل کروں۔ اُنہی دنوں میرے دو کلاس فیلو جو حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری صاحب کے فرزند تھے، مدرسہ احمدیہ کو چھوڑ کر ہائی سکول چلے گئے۔ اس وجہ سے میں بھی پُرشوق ہو گیا۔ میں نے ایک دو مرتبہ اس خواہش کا اظہار حضرت والد صاحب سے کیا لیکن انہوں نے توجہ نہ دی۔ ایک دن ہم صبح صحن میں چولہے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اُن سے بہت اصرار کیا اور کہا۔ ''آپ نے دوسرے بھائیوں کو تو ہائی سکول میں داخل کروایا ہے اور مجھے کیوں مدرسہ احمدیہ میں پڑھاتے ہیں؟'' والد صاحب نے فرمایا دیکھو! میں ہندوؤں سے مسلمان ہوا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اُس نے اسلام کی نعمت سے مجھے نوازا۔ لیکن میں افسوس کرتا ہوں کہ میں اسلام کی کوئی خدمت نہ کر سکا۔ میرے دل میں خواہش ہے کہ میرا بیٹا خدمت کرے۔ اس نیت سے میں نے تمہیں مدرسہ احمدیہ میں داخل کروایا تھا کہ دینی علوم حاصل کر کے اس قابل ہو جاؤ کہ خدمتِ اسلام کر سکو لیکن تم کہتے ہو کہ مدرسہ احمدیہ میں نہیں پڑھنا چاہتا۔ یہ کہہ کر وہ دلگیر ہو کر کھڑے ہو گئے اور کمرے میں جا کر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ کہتے ہیں کہ جس جذبے سے ان کے والد صاحب نے بات کی اور جو کیفیت اُس وقت اُن کی ہوئی، اُس کا میرے دل پر خاص اثر ہوا۔ رات کو نیند نہیں آئی۔ والد صاحب کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ صبح میں نے عہد کیا کہ والد صاحب کی خواہش کے مطابق مدرسہ احمدیہ میں تعلیم جاری رکھوں گا اور زندگی بھی وقف کروں گا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود نے جب وقفِ زندگی کی تحریک فرمائی تو میں نے حضور کی خدمت میں ایک خط لکھ کر درخواست کی کہ حضور ازراہِ کرم میرا وقف منظور فرمائیں۔ تو اس طرح انہوں نے اپنے والد کی خواہش بھی پوری کی۔ دین کی خدمت کا جذبہ بھی پیدا ہوا۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ مبلغین کے بارے میں فرمایا تھا کہ ہمارے مبلغین (اُن میں سے ایک نام ان کا بھی تھا۔ مسجد میں مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے) جو یہاں اس وقت ربوہ کی گلیوں میں پھر رہے ہیں اِن کو کوئی پوچھتا نہیں۔ کوئی سمجھتا نہیں، لیکن یہی لوگ ہیں جو جن ممالک میں مبلغ ہیں، وہاں جاتے ہیں تو وہاں کے صدران اور وزراء بھی ان کو ملتے ہیں اور ان کو جو بڑے بڑے فنکشن ہوتے ہیں اُن میں بلایا جاتا ہے، بڑی عزت اور احترام دیا جاتا ہے۔

جب واپس آ گئے تو کینیا میں اپنے ایک احمدی دوست کو ایک خط لکھتے ہوئے یہ لکھتے ہیں کہ میں مغربی افریقہ میں قریباً انتیس سال رہا ہوں۔ میں ہمیشہ اپنے آپ کو خدمت کے نا اہل اور کوتاہ پاتا تھا۔ رات دو بجے کے قریب میری آنکھ کھلتی تھی اور اپنی کمزوریوں اور نا اہلیوں کو سوچ کر بے کل ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارتا تھا اور اگلے دن کا پروگرام بنایا کرتا تھا۔

پس سارے مبلغین کو اس نہج پر اپنی سوچوں کو لانا چاہئے۔ خدمت کا یہ جذبہ ہو، درد ہو، اللہ تعالیٰ سے دعا ہو۔ اللہ تعالیٰ سب مبلغین کو وفا کے ساتھ اپنے وقف کو پورا کرنے کی اور خدمات ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور شرما صاحب کے بھی درجات بلند فرمائے۔

پھر اسی طرح قادیان میں جب پارٹیشن کے وقت فسادات ہوئے ہیں تو ان کے والد اور بھائی وہاں تھے۔ انہوں نے اپنے بھائی کو لکھا اور والد کو لکھا کہ آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ یہاں ہیں۔ میرا بھی دل چاہتا ہے۔ حالات ایسے ہیں کہ زندگی کا پتہ کوئی نہیں کہ کون زندہ واپس آتا ہے یا نہیں لیکن دین کی خاطر شہید ہونا بھی ایک اعزاز ہے۔ کاش کہ میں وہاں ہوتا تو یہ شہادت مجھے ملتی لیکن آپ لوگ وہاں ہیں تو یہ نہ ہو کہ خوفزدہ ہو جائیں کیونکہ زندگی آنی جانی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ مرکز کی حفاظت کر سکیں۔

یہ اُن کے جذبات تھے جو انہوں نے اُس وقت لکھے۔ بہرحال بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ جب تک چلنے کے قابل تھے، باقاعدہ مجھے ملنے آتے رہے۔ جب چلنے کے قابل نہیں رہے، تو wheel chair پر آ کے ملتے تھے۔ یہ مسجد فضل میں جمعہ پڑھا کرتے تھے تو جب مَیں یہاں آنے کے لئے، کار میں بیٹھنے کے لئے باہر نکلتا تھا تو ہمیشہ wheel chair پر بیٹھے ہوتے تھے۔ جب تک یہ آ سکے، آتے رہے اور اُس وقت بڑی وفا اور پیار ان کے چہرے سے چھلک رہا ہوتا تھا۔ ملتے تھے، سلام علیک ہوتی تھی۔ اُس کے بعد بھی ان کے نواسے نے ذکر کیا کہ خلافت سے ان کا بڑا تعلق تھا اور بڑا اظہار کیا کرتے تھے۔ یہ نواسہ ان کا واقفِ زندگی ہے اور آجکل سویڈن میں مربی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی اپنے نانا کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بہرحال یہ جنازے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا جنازہ حاضر بھی ہے۔ اس لئے جمعہ کی نماز کے بعد میں باہر جا کے نمازِ جنازہ ادا کروں گا۔ احباب یہیں مسجد میں ہی صفیں درست کر لیں۔

☆......☆......☆

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666   02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

بقیہ: خطبۂ عید الفطر۔ از صفحہ 2

بھیجیں۔ جب اُس کو کھجوریں بھیجیں تو اس لئے کہ کسی کی افطاری کھلوادوں افطاری کا ثواب ہو جائے گا۔لیکن جس کو کھجوریں بھیجی گئی تھیں اُس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا کہ آج پندرہ روزے گزر چکے ہیں اور ہم گھر والے اور بچے باقاعدہ روزے رکھ رہے ہیں لیکن آج آپ کی طرف سے کھجوریں آئیں تو ہم نے اس رمضان کی پہلی کھجور کھائی، تو یہ بھی حال ہے۔بچوں نے آج خوش ہو کر افطاری کی تو اس طرح کے لوگ بھی ہیں۔ پس جب رمضان نے نیکی کے ماحول کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کی طرف توجہ پھیری ہے تو غریبوں کا بھی خیال آیا۔

پس ہماری عید اُس وقت حقیقی عید ہوگی، ہمارے رمضان اور روزوں کے مستقل فضل اُس وقت جاری رہیں گے جب ہم میں سے وہ اپنے غریب بھائیوں کا بھی خیال رکھیں گے جن کو کشائش ہے یا وہ جو اُن ملکوں میں رہ کر آسودہ حال ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھانے پینے کی فراوانی ہے۔ ان نیکیوں کو رمضان تک ہی محدود نہیں سمجھیں گے بلکہ مستقل مزاجی سے ان کو جاری رکھنے کی کوشش کریں گے۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کو یاد کرتے ہوئے اپنے غریب بھائیوں کو بھی یاد رکھنا ضروری ہے۔ یہ سوچ ہوگی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد رکھتے ہوئے آئندہ ان کو بھی یاد رکھیں گے اور اپنی دولت، اپنی کشائش کا صحیح استعمال کرتے ہوئے غریبوں کی طرف بھی توجہ رکھیں گے نہ کہ دنیاداروں کی طرح صرف اپنی خوشیوں کے حصول کے لئے شور شرابے اور نشے میں زندگی گزار دیں۔اگر ہم نے رمضان کے فیض کو اپنے پر جاری رکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والا بننا ہے تو اپنے پیسے کو اُس طرح نہیں لٹانا جس طرح دنیادار لٹاتا ہے۔جس کے کچھ نظارے اودھم اور ظاہری چمک دمک کی صورت میں ہم نے دیکھے ہیں۔ بلکہ ایک حقیقی مومن بنتے ہوئے روزوں میں جس پیاس اور بھوک کے تجربے سے ہم گزرے ہیں، ویسے تو ہم بھوک اور پیاس کہتے ہیں لیکن پیاس کو مَیں نے اس لئے پہلے رکھا کہ گرمیوں میں بھوک کی نسبت پیاس زیادہ لگتی ہے، اس احساس کو ہمیشہ قائم رکھنا ہے، اپنی عبادتوں کی نیکیوں کو بھی جاری رکھنا ہے اور اپنی دوسری نیکیوں کو بھی جاری رکھنا ہے تا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنے رہیں۔ایک مومن جب رَبُّنَا اللّٰہ کا نعرہ لگاتا اور یہ اعلان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہی اُس کے لئے سب کچھ ہو جاتے ہیں اور ہونے چاہئیں کہ اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ نے رَبُّنَا اللّٰہ کا اعلان کرنے کی ہدایت دے کر اگلا حکم یہ دیا ہے کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ۔پھر مومن کی یہ شان ہے کہ یہ عارضی نعرہ نہیں ہوتا بلکہ اس پر استقامت کرتا ہے، ہمیشہ قائم رہتا ہے۔

پس روزوں کے حوالے سے جب بات کرتے ہیں تو روزوں کی نیکیوں کا تبھی حقیقی اظہار ہوگا جب ثباتِ قدم سے ہم ان کو جاری رکھیں گے،صرف منہ سے دعویٰ نہیں کریں گے بلکہ ان کو جاری رکھنے کے لئے عمل بھی ظاہر ہو رہے ہوں گے۔ پس عید کے دن کو اگر حقیقی عید بنانا ہے تو یہ عہد کریں کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں کو استقلال کے ساتھ بجالانا ہے انشاءاللہ۔ اَطِیْعُوا اللّٰہ کا نمونہ تبھی کامل ہو گا جب اللہ تعالیٰ کے حکموں کی اطاعت کی بھرپور کوشش ہو گی اور یہی ایک مومن کی حقیقی عید ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی توفیق مل جائے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں عبادتوں کی طرف اب توجہ رکھنی چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مستقل حکم ہے۔ یہ رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، یتیم کی پرورش کی طرف توجہ کرنے کا حکم مستقل ہے۔رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم مستقل ہے صرف رمضان کے ساتھ خاص نہیں ہے۔صرف رمضان کی کھجور اور افطاری تک یہ محدود نہیں ہے۔

پس اس کے لئے ہر صاحبِ حیثیت احمدی کو انفرادی طور پر بھی اپنے قریبیوں کا خیال رکھنا چاہئے اور جماعتی طور پر بھی مدد کی جو مختلف مدّات ہیں اُن میں حصہ لیتے رہنا چاہئے تا کہ حقیقی خوشی حاصل ہو، تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ وہ دعائیں جو غریب سے ملتی ہیں، وہی دعائیں ہیں جو حقیقی خوشی کا باعث بنتی ہیں۔ پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب انسان بار بار اللہ تعالیٰ سے اُس کی صفات کا اظہار چاہتا ہے، بار بار اُس کے رحم اور فضل کو چاہتا ہے تو پھر مستقل طور پر خود بھی اُس کے حکموں پر چلنے اور اُس کی اطاعت کرنے کی ضرورت ہے۔ جب یہ ہوگا تو پھر فرشتے بھی ایسے لوگوں کی ہر قدم پر مدد کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے وہ معجزات ظاہر ہوتے ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ پھر جنتوں کی خوشخبریاں ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہوتا ہے کہ میرے بندو! مانگو کیا مانگتے ہو۔اس لئے کہ تم خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول چاہتے ہو تو تمہیں وہ کچھ ملے گا مَا تَشْتَہِیْٓ اَنْفُسُکُمْ۔ جس کی تمہارے دل میں خواہش ہے وہ تمہیں مل جائے گا۔اور یہی ایک حقیقی مومن کی عید ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے بعد خدا تعالیٰ کے انعاموں کو حاصل کرنے والا بنے اور سب سے بڑا انعام خدا تعالیٰ کا رحم اور اُس کی مغفرت کا سلوک ہے۔فرمایا نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۔یہ بہت بخشنے والے خدا اور بار بار رحم کرنے والے خدا کی طرف سے بطور مہمانی کے ہے۔یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو اپنا رب بناتے ہوئے، اس کی رضا کو مستقل مزاجی سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے،اُس کے حکموں پر عمل کرتے رہے، نیکیوں کو جاری رکھا تو نہ صرف تمہارے سارے غم دور ہوں گے بلکہ دنیا و آخرت کی جنت تمہیں ملے گی جو یقیناً ہر عید سے بڑھ کر عید ہے۔تمہاری خواہشات پوری ہوں گی۔اور یہ مہمانی ہے، یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہاری عید کی دعوت ہے۔نُزُل کے معنی خوراک کے بھی ہیں، دعوت کے بھی ہیں، مہمان نوازی کے بھی ہیں۔

پس ہم میں سے وہ خوش قسمت ہوں گے جو دنیا و آخرت کی جنت بھی حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عید کی دعوت سے بھی لطف اندوز ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی عید میسر فرمائے۔

یہاں مَیں پاکستانی احمدیوں یا جن ملکوں میں احمدیوں پر سختیاں ہیں اُن کے حوالے سے اُن کے بارے میں بھی کچھ کہنا چاہوں گا۔ان سختیوں کی وجہ سے خاص طور پر پاکستان میں اور بعض دوسرے مڈل ایسٹ کے ممالک میں بھی وہ ایک جگہ جمع ہو کر عید نہیں پڑھ سکتے یا آسانی سے نہیں پڑھ سکتے۔ پاکستان میں تو بالکل ہی نہیں، بہت ہی زیادہ مشکلات ہیں، خاص طور پر عورتوں اور بچوں کو بالکل گھروں میں بند ہو کر رہنا پڑتا ہے اور ایسے خطوط بڑے آتے ہیں کہ جن سے بڑی بے چینی اور لاچارگی کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے، محرومیت کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے کہ ہم اس ثواب سے محروم رہ رہے ہیں۔ مرد تو مختلف چھوٹے چھوٹے مرکز بنا کے عید پڑھ آتے ہیں۔عورتیں بچے عیدگاہ یا مسجد تک بھی نہیں جاسکتے۔ ایک تو آزادی سے زندگی گزارنے والے اُن کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ سختی کے دن جلد آسانی میں بدل دے اور وہ خود بھی صبر و استقامت دکھاتے رہیں۔ ان سختیاں جھیلنے والوں کے لئے بھی جنتوں کی بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اُن کا ولی ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اُن کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہونا ہی ہے جس نے باوجود سختیوں کے جو حکومتی ادارے ہیں یا لوگ ہیں اور نام نہاد مولوی ہیں جن کا ہر کام بدنیتی پر اور ظلم پر مبنی ہے، اُن کے بہت سے نقصانات سے بچا کے رکھا ہوا ہے، ورنہ دشمن کے منصوبے تو پتہ نہیں کیا کچھ ہوتے اگر اللہ تعالیٰ ہمارا ولی نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہی سنبھالا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سنبھالے رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہماری عید دنیاداروں کی عید نہیں ہے۔ ہماری عید تو اللہ تعالیٰ کے رضا کے حصول کی عید ہے جو دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ پس اس کے لئے قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں اور ان قربانیوں کے نتیجے میں ہی اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی جنت کی بشارتیں مل رہی ہیں، عیدوں کی خوشخبریاں مل رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ تمام مشکل میں گرفتار استقامت دکھاتے ہوئے ان سختیوں کے دور سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے والے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی مہمان نوازی سے اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی لطف اندوز ہوں۔ یہ دعا بھی کریں کہ اے اللہ! ہم تجھ سے یہ بھی بھیک مانگتے ہیں کہ اس دنیا میں بھی ہمیں عید کے وہ جلوے دکھا جو ہمارے لئے حقیقی عید کا رنگ رکھتے ہوں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا اظہار اس طرح بھی کرنے کی توفیق دے کہ ہم اپنے تمام دشمن جن کی اصلاح مقدر نہیں ہے، کو خائب و خاسر ہوتا ہوا دیکھ لیں۔ اُن کو ایسا عبرت کا نشان بنا جو عامۃ النّاس کے لئے اصلاح کا باعث بن جائے تا کہ اس دنیا کی عید کو بھی ہم اسلام اور احمدیت کے تمام دنیا پر غلبہ کی صورت میں دیکھ سکیں اور منا سکیں۔ اللہ کرے کہ یہ نظّارے ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ لیں۔

اب ہم دعا کریں گے لیکن اس سے پہلے مَیں آپ لوگوں کو بھی، تمام جماعت عالمگیر کو اور اُن مظلوموں کو بھی جو صحیح طرح عیدیں نہیں منا سکے، عید مبارک کا پیغام بھیجتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ عید بیشمار برکتیں لے کر آئے۔ دعا میں ان دعاؤں کو بھی یاد رکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر سب سے بڑھ کر احسان ہے، اُن کی آل کے لئے دعا کریں۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم پر احسان ہے اُن کے خاندان کو دعاؤں میں یاد رکھیں کہ صحیح اور نیک رستے پر چلتے رہیں۔ عالمِ اسلام جو ہے اس وقت بڑی مشکلات میں گرفتار ہے اس کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیڈروں کو بھی عقل دے اور دشمنوں سے بھی ان کو محفوظ رکھے۔ خاص طور پر جماعت کی ترقی کے لئے دعا کریں۔ واقفینِ زندگی کے لئے دعا کریں۔ واقفینِ نو کے لئے دعا کریں کہ یہ وقف بھی نبھانے والے بنیں اور پھر یہ جو ہزاروں کی تعداد ہے، پچاس ہزار کے قریب پہنچ گئی ہے، یہ سنبھالے بھی جائیں، کہیں ضائع نہ ہو جائیں۔ بیماروں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بیماریوں سے شفا عطا فرمائے۔ اسیروں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اسیری کے دن جلد ختم کرے۔ مالی قربانیاں کرنے والوں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ جو لوگ کسی بھی طرح دعاؤں کے محتاج ہیں ہر ایک کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنا فضل نازل فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا: ’’اب دعا کر لیں‘‘۔ اور پھر حضور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔

بقیہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ از صفحہ 4

جرموں کے مقابلہ میں کافی سزا نہ تھی۔ مگر جب انہوں نے کہا کہ ہم سے وہی سلوک کیا جائے جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا تو آپؐ نے **فرمایا: لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ جاؤ تمہیں معاف کیا جاتا ہے اور تمہیں کوئی ملامت نہیں کی جاتی۔** یہ وہ خاتمہ ہے جو اس عظیم الشان جنگ کا ہوا جو آپؐ کے اور آپؐ کے دشمنوں کے درمیان بیس سال تک جاری رہی۔ کیا اس نمونہ کے ہوتے ہوئے کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں پر ظلم کیا اور انہیں تلوار کے زور سے اپنے مذہب میں داخل کرنے کی کوشش کی۔

تعصب یا جہالت سے اعتراض کرنا اَور بات ہے ورنہ **جو شخص حقائق پر غور کرنے کا عادی ہو وہ یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں اپنے دشمنوں سے نیک سلوک کرنے والا اَور کوئی شخص نہیں گزرا۔**

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت یوسفؑ نے بھی اپنے بھائیوں کو لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہا تھا۔ مگر یوسفؑ کے سامنے اُن کے اپنے بھائی کھڑے تھے جن کی سفارش کرنے والے اُن کے ماں باپ موجود تھے۔ مگر وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے آپؐ کے عزیزوں اور بھائیوں کے قاتل تھے۔ حضرت حمزہؓ کو قتل کرنے والے کون لوگ تھے؟ حضرت خدیجہؓ کی وفات کا باعث کون لوگ تھے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیٹی کو مارنے والے کون لوگ تھے جبکہ وہ حاملہ تھیں؟ اور خاوند نے اس خیال سے کہ اسلام کی عداوت کی وجہ سے لوگ انہیں مکّہ میں تنگ کرتے ہیں مدینہ روانہ کر دیا تھا مگر کفّار نے راستہ میں انہیں سواری سے گرا دیا جس سے اسقاط ہو گیا اور اسی وجہ سے بعد میں آپؓ کی وفات ہوگئی۔ حضرت یوسفؑ کے سامنے کونسے جذبات تھے۔ سوائے اس کے کہ اُن کے بھائیوں نے اُن کو وطن سے نکال دیا تھا۔ مگر یہاں تو یہ حالت تھی کہ ابو طالب کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہی تھی کہ یہ لوگ میرے قاتل ہیں جس نے تیری خاطر سالہا سال اپنی قوم کا مقابلہ کیا۔ عالمِ خیال میں حضرت خدیجہؓ آپؐ کے سامنے کھڑی کہہ رہی تھیں کہ مَیں نے اپنا مال و دولت اور اپنا آرام و آسائش سب کچھ آپؐ کے لئے قربان کر دیا تھا۔ اب یہ لوگ جو میرے قاتل ہیں آپؐ کے سامنے کھڑے ہیں۔ حضرت حمزہؓ کھڑے کہہ رہے تھے کہ انہی میں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے میری لاش کی بے حرمتی کی اور میرے جگر اور کلیجہ کو باہر نکال کر پھینک دیا تھا۔ آپؐ کی بیٹی آپ کے سامنے کھڑی کہہ رہی تھیں کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہیں ایک عورت پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے شرم نہ آئی اور ایسی حالت میں مجھ پر حملہ کیا جبکہ مَیں حاملہ تھی اور مجھے ایسا نقصان پہنچایا جس کے بعد میری وفات ہوگئی۔ پھر وہ سینکڑوں صحابہؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بچوں سے بھی زیادہ عزیز تھے اور جن میں سے ایسے لوگ بھی تھے کہ جب اُن میں سے ایک کو کفار نے پکڑا اور قتل کرنے لگے تو انہوں نے پوچھا کہ کیا تم یہ پسند نہ کرو گے کہ اس وقت تمہاری جگہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور تم آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ مَیں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ مَیں آرام سے اپنے گھر میں بیٹھا رہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں مدینہ میں چلتے ہوئے کانٹا تک چبھے۔ ایسے عزیز صحابہؓ کو دکھ دے دے کر مارا گیا۔ اُن کی روحیں اس وقت عالمِ خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی کہہ رہی تھیں کہ یہ لوگ ہمارے قاتل ہیں۔ اب اِن سے ہمارا انتقام لیا جائے۔ مگر باوجود ان سب جذبات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تو یہی کہا کہ لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ جاؤ آج تم سے کوئی باز پرس نہیں کی جائے گی۔

اتنے بڑے نمونہ کو دیکھتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اسلام اپنے دشمنوں سے رواداری کی تعلیم نہیں دیتا تو اُس سے زیادہ نابینا اَور کوئی شخص نہیں ہوسکتا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ 16

احمدیہ آگے بڑھتی ہے۔ اور یہی وہ تعلیم ہے جس سے آپس کے تعلقات بھی قائم ہوتے ہیں، رواداری بھی قائم ہوتی ہے، مذہبی آزادی بھی قائم ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ جرمنی بھی اکثر مغربی ممالک کی طرح ان ملکوں میں ہے جنہوں نے اس بنیاد پر کہ جماعت احمدیہ کو بعض ممالک میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا، ان کے افراد کو اپنے ملک میں جگہ دی جو کہ اب اس حد تک آپ میں integrate ہو چکے ہیں، مل جل گئے ہیں کہ خود آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ لوگ بہت زیادہ ہمارے اندر جذب ہو کر ہماری سوسائٹی کا ایک حصہ بن گئے ہیں۔ اور یہی خوبی ہے جو ایک اچھے انسان میں ہونی چاہئے۔ اور یہی خوبی ہے جو ایک اچھا مذہب پیش کرتا ہے۔ پس یہ محبت ہے، یہ رواداری ہے، یہ بھائی چارہ ہے، جس کا پیغام ہم ہر جگہ دیتے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ مسجد کی تعمیر کے بعد، مسجد کے قیام کے بعد یہ پیغام اور بھی زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ اور مسجد کا مینارہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہ پیغام جو روشنی کا پیغام ہے، جو اندھیروں کو دور کرنے کا پیغام ہے یہاں سے پھیلے گا، نہ کہ کسی قسم کا فساد اور جھگڑے اور فتنے کا پیغام۔ پس جو لوگ جماعت احمدیہ سے زیادہ واقف نہیں، ان کے علم کے لئے یہ چند باتیں مَیں نے کہیں تا کہ ان کو پتہ لگے کہ اسلام جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے وہ کس قدر محبت اور بھائی چارہ اور ہم آہنگی سے رہنے کا پیغام ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

یہاں ہمارے ایک معزز مہمان نے ذکر کیا کہ مسجد کے لئے کوئی تحفہ بھی لے کر آئے تھے جو اپنی گاڑی میں چھوڑ آئے۔ لیکن جو محبت اور پیار کے جذبات کا اظہار انہوں نے بھی اور باقی مہمانوں نے بھی کیا وہ سب تحفوں سے بڑھ کر ہے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ یہ محبت اور پیار کا تحفہ ایسی جگہ رکھا جاتا ہے جو کہیں چھوڑا نہیں جا سکتا۔ جہاں انسان جائے گا وہ ساتھ لے کر جائے گا اور وہ جگہ دل ہے۔ جب یہ تحفہ آپ دل میں رکھتے ہیں اور اس تحفہ کو لے کر آگے بڑھتے ہیں اور زبان سے اس کو پیش کر دیتے ہیں، جو سب تحفوں سے بڑھ کر ہے، جو انسانیت کی قدریں قائم کرنے والا ہے۔ پس مادی تحفے اپنی جگہ لیکن میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ سب سے بڑا تحفہ ہمارے لئے وہ ہے جو انہوں نے اس مسجد کے لئے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ پس اس لحاظ سے ان لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

پھر بات ہوئی کہ یہاں ایک درخت ہے جو سینکڑوں سال رہتا ہے اور لمبی زندگی والا ہے اور وہ اس بات کا اظہار ہے کہ آپس کے تعلقات اور محبت تا دیر قائم رہیں۔ اس بارے میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ جماعت احمدیہ درخت لگانے کی مہم میں دنیا میں ہر جگہ بہت آگے ہے۔ جماعت احمدیہ جب بھی کوئی درخت لگاتی ہے تو ہمارے درخت اس نیت سے لگائے جاتے ہیں کہ ان درختوں کو سوکھنے نہیں دینا اور محبت اور پیار کی نشانی کے طور پر یہ درخت لگائے جاتے ہیں، جنہوں نے قیامت تک قائم رہنا ہے۔ اور یہی محبت اور پیار کا پیغام اور محبت اور پیار سے بڑھا ہوا ہاتھ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک احمدی پھیلاتے چلے جائیں گے، دنیا کو دیتے چلے جائیں گے۔ پس اس لحاظ سے یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے محبت اور پیار کے درخت ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: ایک بات اور یہاں کہی گئی کہ اب جماعت کو یہاں رجسٹریشن کے بعد وہ سٹیٹس (Status) مل گیا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو مسجد کے نام پر ٹیکس بھی لے سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ جماعت ہے جس کے ممبران کو ٹیکس کے لئے مجبور نہیں کیا جاتا بلکہ وہ اپنی خوشی سے اموال پیش کرتے ہیں۔ میرے پاس ایسی کئی مثالیں ہیں کہ خواتین اپنے زیور مسجد کے لئے پیش کر دیتی ہیں۔ آپ میں سے خواتین جو یہاں بیٹھی ہوئی ہیں، یقیناً جانتی ہوں گی کہ عورتوں کو زیور بہت پسند ہیں اور خاص طور پر سونے کے زیور اور مہنگے ہیرے اور جواہرات جو ہیں، بہت پسند ہیں۔ لیکن احمدی عورتیں اپنے زیور لے کر میرے پاس آئیں کہ وہ یہ زیور مسجد کے لئے چندہ کے طور پر دینا چاہتی ہیں تا کہ مسجد تعمیر ہو۔ اور میرے کہنے کے باوجود کہ یہ سب کچھ جو تم لے آئی ہو اس میں سے تھوڑا سا مسجد کے لئے دے دو باقی اپنے پاس رکھو، تمہاری اپنی ضروریات ہیں۔ تو انہوں نے روتے ہوئے یہ درخواست کی کہ یہ زیور ہمارے کسی کام کے نہیں ہیں۔ ہماری خواہش تب پوری ہوگی، ہمیں چین اور سکون تب آئے گا جب یہ آپ مسجد کے لئے خرچ کر لیں گے۔ تو اسی طرح کئی نوجوان ہیں، لاکھوں یورو لے کر آجاتے ہیں کہ ہم مسجد کی تعمیر پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ روح ہے جماعت احمدیہ کے ممبران کی۔ اس لئے ہمیں یہاں کوئی فکر نہیں کہ ہم ٹیکس لیں یا نہ لیں بلکہ ہم حکومت سے بھی کچھ نہیں لیتے اور جو کچھ ہے اپنے طور پر خرچ کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹیلی وژن چینل بھی چلاتی ہے۔ اور جب میں یہ دنیا کے لوگوں کو بتاتا ہوں کہ جماعت کا ٹیلی ویژن چینل ایسا ہے جو چار پانچ سیٹلائٹس سے پوری دنیا کو نشریات پہنچا رہا ہے اور یہ چینل سات آٹھ زبانوں میں چلتا ہے۔ اور خوبی اس کی یہ ہے کہ یہ مذہبی چینل ہے جو کسی مذہب کے خلاف بات نہیں کرتا بلکہ جو حسن ہے مذہب کا، اسلام کا وہ دنیا کو بتاتا ہے۔ دوسرے اپنے لوگوں کی تربیت کے لئے جس حد تک کوشش ہوتی ہے اس میں ایسے پروگرام شامل کئے جاتے ہیں کہ تربیت ہو۔ اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ ٹیلی ویژن چینل بغیر کسی اشتہار کے چلتا ہے۔ دنیا کا کوئی ٹیلی ویژن چینل ایسا نہیں ہے جو ساری دنیا کو cover کرتا ہو اور بغیر اشتہار کے چلتا ہو۔ ہمارا چینل ایسا ہے کہ جو بغیر اشتہار کے ساری دنیا کو پیار اور محبت کی تعلیم دیتا ہے۔ پس یہ خوبی ہے جماعت احمدیہ کے ٹیلی ویژن چینل کی اور یہ خوبی ہے جماعت احمدیہ کے مزاج کی کہ ہم نے جو کچھ کرنا ہے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنا ہے اور اس کے لئے قربانی دینی ہے اور اس قربانی کو اپنے اوپر بوجھ نہیں سمجھنا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

پس جماعت احمدیہ کی یہ خوبیاں ہیں اور میں جماعت احمدیہ کے ان ممبران سے جو یہاں رہتے ہیں، اُن سے میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ ان خوبیوں کو ہمیشہ اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں گے اور آپ لوگ جو یہاں شامل ہوئے ہیں، انشاء اللہ دیکھیں گے کہ یہ مسجد جو بیت العطا کے نام سے موسوم کی گئی ہے، یہاں آنے والے اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عطا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ہمیں مہیا کی ہے۔ اور یہاں جیسا کہ میں نے کہا کہ روحانیت کو حاصل کرنے کے لئے لوگ آئیں گے اور جب روحانیت حاصل ہو جائے، جب اللہ تعالیٰ کی رضا مدّ نظر ہو تو پھر دنیاوی خواہشات نہیں رہتیں بلکہ دوستی اور دوسرے انسان کا حق ادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے بن جاتا ہے۔ پس ہماری جو آپ سے محبت ہے، ہماری جو آپ کے لئے خدمت ہے، جو بھی کبھی خدمت کا موقع ملے وہ اس لئے ہوگا کہ ہم وہ انسان بننا چاہتے ہیں جیسا انسان اس کائنات کو پیدا کرنے والے خدا نے بنانے کے لئے ہمیں یہاں بھیجا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

انشاء اللہ تعالیٰ، جیسا کہ میں نے کہا کہ ان احمدیوں کے ذریعے سے آپ کو ہمیشہ یہی پیغام ملتا چلا جائے گا۔ اللہ کرے کہ یہ توقعات جو میں احمدیوں سے رکھ رہا ہوں، اس سے بڑھ کر ان کی طرف سے اس کا اظہار ہو اور آپ لوگ اس کو محسوس کریں۔ جزاک اللہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا یہ خطاب آٹھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور کی خدمت میں سٹی کونسل کی طرف سے گولڈن بُک پیش کی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے دستخط فرمائے۔

اس کے بعد میئر اور دوسرے سرکردہ مہمانوں نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحائف پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ان کو کرسٹل پر بنی ہوئی مسجد کی تصویر کا تحفہ عطا فرمایا۔

بعد ازاں تمام مہمانوں اور احباب جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیّت میں کھانا کھایا۔ کھانے کے دوران بھی مختلف مہمان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاس آکر شرف ملاقات پاتے رہے۔ حضور انور از راہ شفقت ان سے گفتگو فرماتے۔

یہاں کے ایک چرچ کے نمائندہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک کینڈل پیش کی۔ اور ساتھ اس بات کا برملا اظہار کیا کہ آپ کا ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کا نعرہ ہمارے دلوں پر گہرا اثر کرتا ہے۔ آج آپ کے اس نعرہ کو سُن کر ہی ہم یہاں آئے ہیں اور آپ کی خدمت میں یہ تحفہ پیش کرتے ہیں۔

آج ''مسجد بیت العطاء'' کی اس افتتاحی تقریب میں 270 سے زائد جرمن مہمان شامل ہوئے۔

ان مہمانوں میں چار مختلف علاقوں کے میئرز، سیکرٹری آف سٹیٹ، ڈپٹی چیئر مین SPD Hessen، نیشنل پارلیمنٹ کے ایک Candidate، مختلف چرچز کے پادری اور ان کے نمائندے، پولیس کمشنرز فلورس ہائیم، چیف پولیس ویزبادن، سٹی کونسل کے ممبران، مختلف علاقوں کے کونسلرز، کیتھولک چرچ آفیسر، دیگر علاقوں کے پولیس آفیسرز، چیف آفیسر فلورس ہائیم، وکلاء، شعبہ طب اور تعلیم سے تعلق رکھنے والے افراد، ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے نمائندے اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔

اس افتتاحی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں ایک پودا لگایا۔ اس کے بعد میئر Flörsheim اور سیکرٹری سٹیٹ نے ایک ایک پودا لگایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد میں تشریف لے آئے جہاں لوکل مجلس عاملہ فلورس ہائیم اور مسجد کے لئے وقار عمل کرنے والے احباب نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ اس موقع پر بعض مہمانوں نے بھی حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ بعد ازاں حضور انور نے سب احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

بیت السبوح فرینکفرٹ واپسی

اس کے بعد آٹھ بج کر پچاس منٹ پر یہاں سے واپس ''بیت السبوح فرینکفرٹ'' کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں فلورس ہائیم سے بیت السبوح فرینکفرٹ کا فاصلہ 25 کلومیٹر ہے۔ قریباً نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد نو بج کر بیس (20) منٹ پر حضور انور کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین منعقد ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل پچیس بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔ درج ذیل خوش نصیب بچوں اور بچیوں نے آمین کی تقریب میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔

عزیزم شہروز طارق، ملک معاذ احمد، عدیل عارف، محمد صفوان احمد، ملک نورالدین احمد، سہیل احمد بٹ، خواجہ وارث احمد، مامون احمد، نداء الشّمس، محمد لبیب، مرزا عمر بیگ، عتیب احمد انجم۔

عزیزہ ماہ نور قاسم، عزیزہ ملائکہ منوّر، عزیزہ روشنا منشا، طاہرہ ثاقب شیخ، عزیزہ شیریں محمد، عزیزہ آردش ملک، صالحہ مبارکہ باجوہ، مہوش سلام، الینہ عتیق، لائبہ داؤد، ماریہ شکیل احمد، ماہا ناصر ملک اور عزیزہ ہالہ عزیز خالد۔

آمین کی تقریب میں حصّہ لینے والی یہ بچیاں اور بچے درج ذیل جماعتوں سے آئے تھے۔

Eich Worms, Usingen, Budingen, Bensheim, Nauheim, Mörfelden, Hattersheim, Euskirchen, Berlin, Rödemark, Bad Homburg, Ellwangen, Freiberg, Stuttgart, Höchst, Neuhof, Viersen, Raunheim, Bruchsal, Stockstadt, Kaiserlei,Marburg, Viernheim.

اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے برلن سے آنے والی بچیوں نے ساڑھے پانچ صد کلومیٹر کا سفر طے کر کے شمولیت کی سعادت پائی۔

آمین کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2013ء

❁......جلسہ سالانہ ویسٹرن کینیڈا کا اختتامی اجلاس۔❁......جامعہ احمدیہ کینیڈا کی دوسری سالانہ کانووکیشن۔❁......شاہد مبلغین اور حفّاظ قرآن کریم میں اسناد کی تقسیم۔❁......کینیڈا کی ذیلی تنظیموں انصاراللہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی نمایاں کارکردگی والی مجالس میں علم انعامی واسناد کی تقسیم۔❁......تعلیمی میدان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں گولڈ میڈلز واسناد کی تقسیم۔

جلسہ سالانہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب اور احباب جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اہم نصائح۔

❁......تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں تقسیم اسناد وانعامات۔❁......تقریب بیعت، یونیورسٹیز، کالجز اور سکول کے طلباء کی حضور انور کے ساتھ نشست۔❁......طلباء کے ساتھ مجلس سوال وجواب میں حضور انور کی پُرشفقت رہنمائی اور اہم نصائح۔❁......انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔

(کینیڈا میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

19رمئی بروز اتوار 2013ء (حصہ اوّل)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے مارکی میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

جلسہ سالانہ ویسٹرن کینیڈا کا اختتامی اجلاس

آج جلسہ سالانہ ویسٹرن کینیڈا کا تیسرا اور آخری روز تھا۔ پروگرام کے مطابق جلسہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز ساڑھے بارہ بجے ہونا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے بارہ بجے روانہ ہوکر بارہ بج کر 25 منٹ پر مسجد بیت الرحمٰن پہنچے اور اُس ہال میں تشریف لے آئے جہاں جلسہ سالانہ منعقد ہورہا تھا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم حافظ عطاء العلیم صدیقی صاحب نے پیش کی۔ بعد ازاں اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ عزیز احمد صاحب اور اردو ترجمہ نعیم احمد صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم صباحت علی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا۔ بعد ازاں اس نظم کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

جامعہ احمدیہ کینیڈا کی دوسری سالانہ کانووکیشن

اس کے بعد پروگرام کے مطابق جامعہ احمدیہ کینیڈا کی دوسری سالانہ کانووکیشن ہوئی۔ جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال 2013ء میں جامعہ احمدیہ کینیڈا سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنے والے آٹھ مبلغین کرام کو اپنے دست مبارک سے سندات عطا فرمائیں۔ نیز اس موقع پر مدرسۃ الحفظ سے قرآن کریم حفظ کرنے والے تین حفاظ کو بھی اپنے دستِ مبارک سے سندات عطا فرمائیں۔

پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا کا ایڈریس

کانووکیشن کی اس تقریب میں سب سے پہلے مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا مکرم سلیم اختر صاحب نے درج ذیل ایڈریس پیش کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

سیدی! حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سیدی! ہمارے لئے یہ امر نہایت خوشی کا موجب ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور شکر سے سجدہ ریز ہونے کا موقع ہے کہ ہمارے آقا نے جامعہ احمدیہ کینیڈا کی دوسری کانووکیشن میں شمولیت کی۔ ہماری عاجزانہ درخواست کو شرف قبولیت بخشا۔ اِس ضمن میں ہم حضور کے تہ دل سے ممنون ہیں۔ پیارے آقا! ہم پورے عجز سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ امسال جامعہ احمدیہ کینیڈا اپنے پیارے امام کی خدمت میں آٹھ مبلغین سلسلہ کا شیریں ثمر پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ کینیڈا اسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کیلئے اب تک 48 مبلغین سلسلہ اس عظیم الشان جہاد میں پیش کرچکا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ مزید برآں حضور انور کی ہدایت پر ستمبر 2011ء میں جامعہ احمدیہ میں حفظ القرآن سکول کا بھی اجراء کیا گیا۔ جامعہ احمدیہ کینیڈا کی تاریخ میں یہ بھی ایک نادر اور اچھوتا موقع ہے کہ اس سیکشن سے بھی تین حفاظ حضور انور سے اپنی سندات وصول کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ انشاء اللہ۔ پچھلے چند سالوں سے جامعہ کے طلباء کی تعداد میں کمی واقع ہورہی تھی جس کی وجہ سے قدرتی طور پر دل فکر مند تھا تاہم حضور انور نے اس سال کے شروع میں اپنے 18 جنوری 2013ء کے فرمودہ خطبہ جمعہ میں اور امور کے علاوہ جامعہ میں داخلے اور واقفینِ نو کے مبلغ بننے کی اہمیت پر والدین اور واقفینِ نَو بچوں کو نصیحت فرمائی جس سے خصوصی فائدہ پہنچا ہے۔ گو ابھی تعداد اتنی زیادہ تو نہیں ہوئی تاہم پچھلے سال کی نسبت اس سال نمایاں فرق پڑا ہے۔ اور امید ہے کہ یہ میلان (trend) ہر سال ترقی پذیر ہوگا۔ انشاء اللہ۔ حضور انور کی آواز پر لبیک کہنے کا جو نمونہ جماعت احمدیہ کینیڈا نے پیش کیا ہے وہ اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ انہیں اپنے امام سے کس قدر والہانہ پیار ہے اور وہ کس قدر جذبۂ اطاعت سے مخمور ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

آخر میں نہایت عاجزی سے اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کرتا ہے کہ حضور انور ان آٹھ نئے مبلغین سلسلہ کو اور تین حفاظ کرام کو جن میں سے دو نے ایک سال اور آٹھ ماہ کے قلیل عرصہ میں قرآن مجید حفظ کیا ہے ان سب کو اپنے دستِ مبارک سے سندات عطا فرمائیں۔

شاہد مبلغین وحفّاظ میں تقسیم اسناد

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہونے والے درج ذیل آٹھ مبلغین ومربیان کرام کو سندات عطا فرمائیں۔

1۔ مکرم عطاء الغالب صاحب 2۔مکرم ظافر احمد صاحب 3۔مکرم حنان احمد سوبھی صاحب 4۔مکرم عمران الحق بھٹی صاحب 5۔مکرم فرحان احمد حمزہ قریشی صاحب 6۔مکرم طارق عظیم صاحب 7۔مکرم سید ودود احمد جنود صاحب 8۔مکرم طلحہ علی صاحب

نیز درج ذیل تین حفاظ کرام کو بھی اسناد عطا فرمائیں:

1۔عدنان احمد 2۔طلحہ افضال باجوہ 3۔سجیل احمد

مجلس انصاراللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ کینیڈا میں تقسیم اسناد وعلمِ انعامی

اس کے بعد پروگرام کے مطابق مجلس انصاراللہ کینیڈا کی کارکردگی کے لحاظ سے پہلی تین بہترین مجالس کو سرٹیفکیٹ اور علم انعامی دیئے جانے کی تقریب ہوئی۔ کارکردگی کے لحاظ سے مجلس پیس ویلج ساؤتھ نے تیسری اور مجلس Weston Islington نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ حضور انور نے ان دونوں مجالس کو سرٹیفکیٹ عطا فرمائے جبکہ مجلس انصاراللہ ایڈمنٹن (Edminton) کو اوّل پوزیشن حاصل کرنے پر علَم انعامی عطا فرمایا۔

ریجن وائز کارکردگی کے لحاظ سے درج ذیل تین ریجنز نے پہلی تین پوزیشنز حاصل کیں۔ GTA Centre نے پہلی پوزیشن، برٹش کولمبیا نے دوسری پوزیشن اور ریجن Peel North نے تیسری پوزیشنز حاصل کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان تینوں ریجن کے ناظمین کو بھی سندات خوشنودی عطا فرمائیں۔

بعد ازاں مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کی، کارکردگی کے لحاظ سے نمایاں کام کرنے والی مجالس کو سندات خوشنودی اور علمِ انعامی عطا کئے جانے کی تقریب ہوئی۔

کارکردگی کے لحاظ سے مجلس سرے ویسٹ (Surrey West) نے تیسری اور مجلس Weston North West نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ حضور انور نے ان دونوں مجالس کو سرٹیفکیٹ عطا فرمائے جب کہ مجلس Weston South کو پہلی پوزیشن حاصل کرنے پر علم انعامی عطا فرمایا۔

ریجن وائز کارکردگی کے لحاظ سے اوّل ریجن Prairie، دوم GTA Centre اور سوم ریجن برٹش کولمبیا رہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان تینوں ریجنز کے قائدین کو سندات خوشنودی عطا فرمائیں۔

مجلس اطفال الاحمدیہ کینیڈا کی نمایاں کارکردگی دکھانے والی مجالس کو بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سندات اور علم انعامی عطا فرمایا۔ کارکردگی کے لحاظ سے مجلس اطفال الاحمدیہ ویسٹن ساؤتھ نے تیسری اور مجلس ویسٹن نارتھ ویسٹ نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ حضور انور نے ان دونوں مجالس کے قائدین کو سندات عطا فرمائیں اور مجلس اطفال الاحمدیہ مالٹن (Malton) کو پہلی پوزیشن حاصل کرنے پر علَمِ انعامی عطا فرمایا۔

ریجن وائز کارکردگی کے لحاظ سے مجلس Prairie نے پہلی مجلس GTA Center نے دوسری اور مجلس Peel North نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ حضور انور نے ان مجالس کے ریجنل قائدین کو سرٹیفکیٹ عطا فرمائے۔

تعلیمی اسناد وگولڈ میڈلز کی تقسیم

اس کے بعد تعلیمی میدان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کو گولڈ میڈل اور اسناد عطا فرمانے کی تقریب ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے درج ذیل طلباء کو میڈل پہنائے اور اسناد عطا فرمائیں۔

POSTGRADUATES

1۔وحید احمد ماسٹر ڈگری آف انجینئرنگ 2۔ایاز وڑائچ پوسٹ گریجوایٹ ڈگری ایجوکیشن میں 3۔احسن فراز ہادی پوسٹ گریجوایٹ ڈگری ایجوکیشن میں 4۔ذکریا مرزا پوسٹ گریجوایٹ ڈگری فنانس اور اکاؤنٹنگ میں 5۔کاشف اعوان پوسٹ گریجوایٹ ڈگری 6۔ثاقب اعوان پوسٹ گریجوایٹ ڈگری۔7۔محمد خان پوسٹ گریجوایٹ ڈگری 8۔ خالد محمود جٹ پوسٹ گریجوایٹ ڈگری۔

UNDERGRADUATES کے تحت درج ذیل طلباء

نے حضور انور کے دست مبارک سے ایوارڈز حاصل کئے:
1۔طہ باجوہ آرٹس میں ڈگری حاصل کی۔2۔سدرا عابد Alexander ایجوکیشن میں ڈگری حاصل کی۔3۔طاہر چوہدری4۔ظفراقبال5۔عدنان حمید۔

کالج سے ڈپلومہ حاصل کرنے والے طلباء

1۔اعزاز نوید کالج ڈپلومہ2۔شیراز شفیق کالج ڈپلومہ۔

Graduating From High School with Distinction (Grade 12 Graduates)

1۔وقار احمد 95.3 فیصد نمبر حاصل کئے۔2۔جری اللہ قدرت 92.1 فیصد نمبر حاصل کئے۔3۔مرزا شہر یار احمد 92 فیصد نمبر حاصل کئے۔4۔سید انصر داؤد 91.8 فیصد نمبر حاصل کئے۔5۔عاقب محمود 91.8 فیصد نمبر حاصل کئے۔6۔نمیر خان 91.8 فیصد نمبر حاصل کئے۔7۔ولید بھٹی 90 فیصد نمبر حاصل کئے۔8۔ثاقب محمود 89.2 فیصد نمبر حاصل کئے۔9۔سرمد نوید احمد 87.01 فیصد نمبر حاصل کئے۔10۔شہمیر احمد 86 فیصد نمبر حاصل کئے۔ 11۔وقاص خورشید 84.7 فیصد نمبر حاصل کئے۔12۔راحیل ناصر 83.8 فیصد نمبر حاصل کئے۔13۔عثمان حمید 83.5 فیصد نمبر حاصل کئے۔14۔محمد طہ سعید 83.1 فیصد نمبر حاصل کئے۔15۔مبارز ملک 82.6 فیصد نمبر حاصل کئے۔ 16۔قاصد اقبال 82.2 فیصد نمبر حاصل کئے۔17۔وجیہ شیخ 82 فیصد نمبر حاصل کئے۔ 18۔فصیح الدین ملک 81.8 فیصد نمبر حاصل کئے۔ 19۔ اسی طرح داؤد احمد 20۔عثمان خان 21۔ Aasil 22۔Chatha اور عثمان طاہر نے بھی اعلیٰ نمبروں میں گریڈ 12 میں کامیابی حاصل کی۔

طلباء کو ایوارڈ دیئے جانے کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بج کر پانچ منٹ پر اپنا اختتامی خطاب فرمایا:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ سالانہ ویسٹرن کینیڈا سے اختتامی خطاب

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الفرقان کی آیات 72 تا 74 کی تلاوت فرمائی اور ان کا ترجمہ پیش فرمایا۔

اس کے بعد **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ایک احمدی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا فرد ہونے کا اور آپ کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس سوچ کے ساتھ کرتا ہے کہ اب میں اپنی حالت کو بہتر کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ سوچ ہونی چاہئے جو جو ایک احمدی کو حقیقی احمدی بنانے والی ہے۔ اگر یہ نہیں تو احمدی ہونے کا دعویٰ بے معنی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہی بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور ایک حقیقی عبدِ رحمٰن بنانا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے والا بنانا تھا۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ سوچ پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور سوچنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ سے تعلق میں ترقی کر رہے ہیں۔ اُس کے احکامات پر عمل کرنے کی اپنی تمام تر استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ہمارے لئے فکر کا مقام ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک احمدی کو کس طرح دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے آپ کی نصائح میں سے چند نصائح میں نے لی ہیں جواب میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ہر ایک کو جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کس حد تک ان نصائح پر، ان باتوں پر پورا اتر رہے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے اور فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کرے، ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم وہ معیاری احمدی بننے والے ہوں جن کی نصائح ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہیں، جو آپ ہمیں بنانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ آنے والا ہر احمدی اپنے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کرنے والا ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسوں کا مقصد بھی تھا۔ اس کے بعد ہم دعا کریں گے۔ اب میرے ساتھ دعا کرلیں۔ (دعا)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب دو بج کر پانچ منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔ (حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے 30 اگست 2013ء کے شمارہ میں شائع ہوگا۔ انشاء اللہ)۔

❁❁❁

جلسہ سالانہ کے اس اختتامی اجلاس کی حاضری تین ہزار پانچ صد پچاس سے زائد تھی۔ اس میں کینیڈا کی تمام جماعتوں کے علاوہ امریکہ کی درج ذیل بارہ جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت اور فیملیز بھی شامل تھیں:
ہیوسٹن، آسٹن، سیاٹل، بروک لین، سلیکان ویلی، نیویارک، نیوجرسی، پورٹ لینڈ، لاس اینجلیز، ڈیلس، ورجینیا، واشنگٹن۔

ہیوسٹن اور آسٹن اور ڈیلس سے آنے والے احباب دو ہزار میل کا سفر طے کر کے آئے تھے جب کہ بروک لین، نیویارک، نیوجرسی، ورجینیا اور واشنگٹن سے آنے والے احباب تین ہزار میل کا سفر طے کر کے مسجد کے افتتاح اور جلسہ میں شرکت کے لئے پہنچے تھے۔

دعا کے بعد جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء نے بڑے پُر جوش طریق سے درج ذیل نظمیں اور ترانے پیش کئے۔

سنو ساعت وصلِ یار آ گئی ہے
چمن میں ہمارے بہار آ گئی ہے
یہ مسجد یہ مینار اور یہ دیوانے
ہر اک کے لبوں پہ ہیں کھلتے ترانے
کہ آئے ہیں آقا گلے سے لگانے
اندھیروں میں نورانی شمعیں جلانے
اٹھو صبح دیوانہ وار آ گئی ہے
چمن میں ہمارے بہار آ گئی ہے

....

خلافت کے امیں ہم ہیں امانت ہم سنبھالیں گے
جو نعمت چھن چکی پہلے وہ نعمت ہم سنبھالیں گے

....

حبّذا مسرور احمد یا امیرالمؤمنین
یا انیس الخلق یا مثویٰ قلوب العاشقین

....

بُشریٰ لکم یا معشرالاخوان
طُوبیٰ لکم یا مجمع الخلّان

اور نظم:
ہے دست قبلہ نما لا الٰہ الّا اللّٰہ
ہے درد دل کی دوا لا الٰہ الّا اللّٰہ
کورس کی صورت میں خوش الحانی سے پڑھی گئی۔

آخر پر طلباء نے بڑے جوش اور ولولہ کے ساتھ نعرے بلند کئے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے۔ خواتین نے بلند آواز سے نعرے لگاتے ہوئے اپنے آقا کو خوش آمدید کہا۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں تقسیم اسناد و انعامات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو گولڈ میڈل اور اسناد عطا فرمانے کی تقریب منعقد ہوئی۔

حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا نے درج ذیل طالبات کو میڈل پہنائے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے ان طالبات کو اسناد عطا فرمائیں۔

PROFESSIONAL

1۔ماریہ احمد۔(Ph.D. کیمیکل انجینئرنگ)۔2۔قانتہ عائشہ۔(فیملی میڈیسن)

POSTGRADUATES DEGREE

1۔عائشہ میاں۔(ماسٹرز آف ایجوکیشن)۔2۔عدیلہ منیر۔(ماسٹرز اِن ٹیچنگ)

UNDERGRADUATE DEGREE WITH DISTINCTION

1۔Birha فاروقی ڈگری۔ (Environmental Sciences)۔2۔لبیبہ مجید ڈگری۔ (انگریزی اور سائیکالوجی)3۔فرحانہ عاصف ڈگری۔ (انفارمیشن ٹیکنالوجی)۔4۔حُمدیٰ طاہر ڈگری۔(ٹرانسلیشن) ۔5۔طاہر چوہدری ڈگری۔(سائیکالوجی)۔6۔Shalla احمد ڈگری۔ (Crimilnology)۔ 7۔سعدیہ منور چوہدری ڈگری۔(لبرل آرٹس)۔8۔رضوانہ طاہر ڈگری۔ (انٹرنیشنل سٹڈیز)۔9۔عائشہ محمود۔10۔سائرہ نرگس رانا۔11۔انعم قریشی12۔ Dimple Kaishan Patel۔13۔زہرہ اُپل۔14۔Sahrish احمد۔15۔مریم داؤد۔16۔Hira منیب

COLLEGE GRADUATES

1۔سلمانہ حنیف کالج ڈپلومہ انجینئرنگ۔2۔ عدیلہ زاہد رانا کالج ڈپلومہ۔

HIGH SCHOOL'S HONOR ROLL

1۔Aan ملیحہ چوہدری(97.8 فیصد نمبر حاصل کئے)۔2۔ماہا سمیع(96.66 فیصد نمبر حاصل کئے)۔ 3۔نائلہ احسن خان(93.8 فیصد نمبر حاصل کئے)۔ 4۔مناہل صادق(92.66 فیصد نمبر حاصل کئے)۔5۔سکینہ وجاھت(92 فیصد نمبر حاصل کئے)۔6۔افشاں علی(89 فیصد نمبر حاصل کئے)۔7۔Zoma کلیم(88.5 فیصد نمبر حاصل کئے)۔8۔Hina مبشر(87.5 فیصد نمبر حاصل کئے)۔9۔قانتہ نورین مرزا(85.5 فیصد نمبر حاصل کئے)۔10۔ماریہ باری (85.5 فیصد نمبر حاصل کئے)۔ 11۔Laraib سحرش (85.16 فیصد نمبر حاصل کئے)۔12۔مبشرہ نصرت فاروقی (83.8 فیصد نمبر حاصل کئے)۔

ایوارڈ کی اس تقریب کے بعد بچیوں کے مختلف گروپس نے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ آخر پر خواتین نے ایک دفعہ پھر پُر جوش انداز میں نعرے لگائے۔

تقریب بیعت

دو بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الرحمٰن میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق بیعت کی تقریب ہوئی۔ آج چھ افراد نے بیعت کرنے کی سعادت پائی جن میں سے پانچ مرد اور ایک خاتون تھی۔ مرد احباب نے حضور انور کے دست مبارک پر اپنے ہاتھ رکھے اور یوں یہاں کی ساری جماعت نے اپنے پیارے آقا کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت پائی۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ بیعت کی یہ تقریب MTA کے ذریعہ Live نشر ہوئی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الرحمٰن سے ملحقہ رہائشی حصہ میں تشریف لے آئے۔

یونیورسٹیز، کالجز اور سکول کے طلباء کی حضور انور کے ساتھ نشست

پروگرام کے مطابق سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ

تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال میں تشریف لائے جہاں یونیورسٹیز، کالجز اور ہائی سکول میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔

پروگرام کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا جو عزیزم ساغر محمود باجوہ صاحب نے پیش کی۔ اور اس کا انگریزی ترجمہ عزیزم بلال نے پیش کیا۔

بعد ازاں مکرم موعود طاہر صاحب مہتمم امور طلباء خدام الاحمدیہ کینیڈا نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کینیڈا میں تقریباً 1070 احمدی طلباء ہیں۔ جن میں 565 ہائی سکول میں پڑھ رہے ہیں۔ 277 طلباء یونیورسٹی میں پڑھ رہے ہیں اور 228 کالج کے طلباء ہیں۔

برٹش کولمبیا میں کُل 60 طلباء ہیں۔ جن میں سے 37 کالج یا یونیورسٹی میں پڑھ رہے ہیں اور 23 ہائی سکول میں ہیں۔ آج کی کلاس میں 106 طلباء شامل ہیں۔ جن میں سے 48 برٹش کولمبیا کے ہیں۔ یہ طلباء 18 مختلف یونیورسٹیز، 12 کالجز اور 20 ہائی سکولز کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ان طلباء میں سے 38 سائنسی علوم حاصل کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں۔ 16 انجینئر نگ میں، 11 آرٹس میں اور 16 بزنس میں ہیں۔

مہتمم امور طلباء نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی تک 22 تعلیمی اداروں میں احمدیہ مسلم سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن (AMSA) کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ اسی طرح چھ یونیورسٹیز میں AMSA کا قیام ہو چکا ہے۔ اسی طرح کینیڈا کے مختلف تعلیمی اداروں میں پندرہ نماز سینٹرز کا قیام ہو چکا ہے۔

''احمدیہ مسلم سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن'' طلباء کی تربیت کو فوقیت دیتی ہے اور پڑھائی کے متعلق مختلف قسم کی امداد بھی کرتی ہے۔

''احمدیہ مسلم سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن'' نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر سات کانفرنسز کا انعقاد کیا۔ اسی طرح ایک ورلڈ پیس کانفرنس منعقد کی جس میں سات صد مہمان شامل ہوئے۔ اسی طرح کینیڈا کے 15 بڑے شہروں میں قرآن کریم کی اسّی (80) نمائشیں اور بک سٹال لگائے گئے اور ہزاروں مہمانوں نے ان نمائشوں اور بک سٹال کا وزٹ کیا۔

❁......اس تعارفی ایڈریس کے بعد پروگرام کے مطابق عزیزم عتیق چٹھہ نے ''پودوں کے سیل (Cell) اور ان کی نشوونما'' کے عنوان پر اپنی Presentation دی۔

موصوف نے بتایا کہ سیل زندگی کا بنیادی اور اہم وجود ہے۔ اس میں DNA ہوتا ہے اور DNA میں جنیٹک مادہ ہوتا ہے جو کہ تمام قسم کے جانداروں کی نشوونما کے لئے ضروری ہے۔ ان کی ریسرچ ایک ایسی جین (Gene) کو ڈھونڈنے کے لئے ہے جس کے ذریعہ سے پودوں کی جڑوں کی نشوونما بہتر بنائی جاسکتی ہے۔ اس جین میں تبدیلی کے ذریعہ ایسی جگہوں پر پودے اگائے جاسکتے ہیں جہاں پر ماضی میں ایسا کرنا ممکن نہیں تھا۔ ایک ایسی جین ڈھونڈی جائے جس سے پودوں کی جڑوں کو اگانے اور انہیں مضبوط بنانے کا طریقہ کار بہتر کیا جاسکے۔ ہمارے خیال میں ایک ایسی جین (Gene) پودوں میں ہوسکتی ہے۔ اگر ایک پودا مناسب سائز کی جڑ نہیں بنا سکتا تو وہ ٹھیک سے نہیں اُگے گا۔ ہم یہ ریسرچ کر رہے ہیں کہ جین کو بہتر کر کے پودوں کی لمبی جڑیں بنائی جائیں تا کہ ہم ان علاقوں میں پودے اُگا سکیں جہاں پہلے اُگانے سے قاصر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا جو جین (Gene) آپ نے منتخب کیا ہے وہ تو Petri Dish میں اگا لیا۔ لیبارٹری میں اُگا یا یعنی آئیڈیل کنڈیشن میں اُسے اگایا۔ اب جب اس کو اگا لیا تو اس کو جب Transplant کریں گے تو اس کو Commercialize کس طرح کرو گے؟ کیونکہ تقریباً 94 فیصد Mortality Rate ہے تو جہاں 94 فیصد Mortality Rate ہو اس کو کمرشلائز کس طرح کیا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں یہ کہتے ہیں کہ جہاں Nutrients کم ہیں وہاں استعمال کریں گے۔ پاکستان میں Nutrients صرف کم نہیں زمین کی PH Value بھی کاؤنٹ کرتی ہے۔ تو یہ دیکھنا ہے کہ کیا Acidic زمین میں یا Alkaline زمین میں پودا اُگ سکتا ہے اور اس کو کیا PH Value چاہئے اور کس قسم کے Nutrients آپ کو چاہئیں اور پھر جب اُگے گا تو کون سے Nutrients اُس کے اُگنے کے لئے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پودا تو مَیں پتھر پہ بھی اُگا دیتا ہوں۔ آپ کے لئے ریسرچ میں بہت آگے جانے کی گنجائش ہے۔ خشک علاقوں میں جو جڑیں ہیں وہ زیادہ مضبوط اور گہری ہوتی ہیں اور درختوں کے گرنے کا چانس کم ہوتا ہے۔ جہاں کم گہری جڑیں ہیں وہاں طوفانوں اور آندھیوں سے زیادہ جلدی اکھڑ جاتے ہیں۔

حضور انور نے طالبعلم سے فرمایا کہ اپنے پروفیسر سے یہ پوچھیں کہ پودا کس قسم کا ہے؟ اس کا فائدہ بھی ہے یا نہیں؟

❁......اس کے بعد عزیزم مبرور رائے نے جو یونیورسٹی آف البرٹا میں کیمیکل انجینئرنگ کے طالبعلم ہیں "Carbon Capture and Storage" کے عنوان پر اپنی ریسرچ پیش کی۔

موصوف نے Greenhouse Effect کی تفصیل بتائی اور بیان کیا کہ کاربن ڈائی اوکسائیڈ گیس کے فضا میں بڑھنے سے زیادہ گرمی پیدا ہوتی ہے۔ اس بارہ میں دو مختلف ریسرچ کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ آئندہ اس گیس کی مقدار فضا میں بڑھے گی۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ دونوں مختلف تحقیقات ایک دوسرے سے اتفاق رکھتی ہیں اور کاربن Emissions بڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد موصوف نے Carbon Dioxide کو فضا میں کم کرنے کے لئے اس کو Reservoir میں جمع کرنے کا طریقہ بیان کیا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اس سے عام آدمی کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ یہاں مسجد میں اگر کرتے ہیں تو یہاں آپ فضا کو کیسے صاف کریں گے۔ مختلف جگہ پلانٹ لگاتے جاؤ گے؟ موٹروے پر ہائی وے پر پلانٹ لگانا پڑیں گے۔ سب سے زیادہ اخراج تو کاربن ڈائی آکسائیڈ کی وہاں ہو رہی ہے۔ پھر انڈسٹریل جگہ میں بھی آبادی بڑھ رہی ہے۔ شہروں میں تمام جگہ اپنے سلنڈروں سے بھر دو گے۔

حضور انور نے فرمایا: تیزی سے جنگلوں کو کاٹا جا رہا ہے اور پاکستان جیسے ملکوں میں یا ترقی پذیر ملکوں میں جہاں کہتے ہیں کہ سب سے بہترین حل درخت ہیں۔ اب پہلے راولپنڈی سے مری کی طرف نکلتے تھے تو سارا جنگل تھا اور اب وہاں سارے درخت ختم ہو گئے ہیں اور خالی پہاڑیاں رہ گئی ہیں اور وہاں کوئی زراعت بھی نہیں ہو رہی۔ اور اگر ان ملکوں کو درخت اگانے کی طرف زور دیا جائے۔ کہتے ہیں کہ اگر چوتھا حصہ زمین کا درختوں پر مشتمل ہو جائے تو آپ کا مسئلہ ختم ہو جاتا ہے۔

موصوف نے بتایا کہ البرٹا میں پلانٹ بنایا ہے جہاں کاربن ڈائی آکسائیڈ کو زیر زمین جمع کرتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کو اس سے کتنا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: مزید 25 سال لگیں گے تو اس کا سارا پتہ لگ جائے گا۔

❁......بعد ازاں عزیزم یاسر محمود نے "GEO Information Science" کے عنوان پر اپنی ریسرچ پیش کی۔

موصوف نے بتایا کہ ان کی ریسرچ کا مقصد یہ ہے کہ سائیکل سوار کے ساتھ گاڑیوں کے حادثوں کی وجہ کیا ہے؟ گاڑیاں اور سڑک پر موجود دوسری چیزیں اس ریسرچ میں شامل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ایکسیڈنٹ زیادہ ہونے کی وجہ یہ بھی تو ہوسکتی ہے جس طرح پاکستان میں ٹریفک سینس کی کمی ہے وہاں اگر آپ یہاں کی طرح ٹریفک قوانین پر عمل کریں تو ایکسیڈنٹ زیادہ بڑھ جائیں گے کیونکہ وہاں تو ٹریفک قوانین کے مطابق ڈرائیوروں کو چلانا ہی نہیں آتا۔ ہر ملک کی اپنی علیحدہ وجوہات ہوتی ہیں۔ جس کی آپ کو ریسرچ کرنی پڑے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے نائیجیریا میں آج سے کوئی 25 سال پہلے لیگوس (Lagos) سے کانو (Kano) تک کوئی گیارہ سو کلومیٹر سفر کیا تھا اور بڑی اچھی موٹروے تھی۔ یورپ کی موٹروے سے کہیں بہتر تھی۔ لیکن مَیں نے راستہ میں سینکڑوں ایکسیڈنٹ گنے تھے۔ ان کی ڈرائیونگ اتنی خطرناک ہوتی ہے کہ پتہ ہی نہیں لگتا۔ اس لئے اب مَیں جب گیا ہوں تو موٹروے میں کئی جگہ گڑھے تھے۔ پہلے ایکسیڈنٹ اس لئے ہوتے تھے کہ اچھی موٹروے تھی۔ اب ایکسیڈنٹ اس لئے ہوتے ہیں کہ ہر تھوڑے فاصلہ پر گڑھا آتا ہے اور گاڑی وہیں سے گھوم جاتی ہے۔ تو ٹریفک کی سمجھ اصل چیز ہے اور تعلیم ہے اور یہ بھی ضروری ہے۔ اس کو بھی اپنی ریسرچ میں شامل کرو۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کو ایکسیڈنٹ کی وجوہات تو معلوم کرنی پڑیں گی۔ گاڑیاں چلانے والے کو بھی تو دیکھنا چاہئے۔ وہ بیچارہ جو بیٹھا ہوتا ہے اس کی ٹانگ بازو ٹوٹ جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پھر ایسے بھی ایکسیڈنٹ ہیں کہ میرے آگے ایک آئل ٹینکر کا ایکسیڈنٹ ہوا۔ بالکل الٹ گیا اور اس کو آگ لگ گئی۔ اس کے اندر جو لوگ تھے وہ بھی اندر ہی جلنے لگے۔ کچھ باہر آ گئے۔ اس کے باہر بھی آگ لگ گئی کیونکہ آئل باہر آ گیا تھا۔ تین چار آدمی اِس آگ میں جل رہے تھے اور ساتھ لوگ کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔ کسی نے انہیں بچانے کی بھی کوشش نہ کی۔ تو اس کو بھی اپنی ریسرچ میں شامل کریں کہ وہاں ایمبولینس اور پولیس سروس بھی ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا: میرا خیال ہے جہاں تک ایکسیڈنٹ کے ریکارڈ کا تعلق ہے تو وہ آپ کو کہیں سے بھی مل جائے گا اور وہ پہلے ہی موجود ہے۔ تو اس کی وجوہات جمع کرنے کے لئے آپ کو Data پتہ کرنا پڑے گا اور ریسرچ کرنی پڑے گی۔ انٹرنیٹ سے آپ کو سب کچھ مل جاتا ہے کہ اس روڈ پر اتنے ایکسیڈنٹ ہوئے لیکن وجوہات کا پتہ نہیں چلتا۔ تو یہ ریسرچ میں پتہ چلے گا۔

طلباء کی حضور انور کے ساتھ مجلس سوال و جواب

❁......اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔

ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ حضور انور نے جینیٹک انجنیئر نگ سے منع فرمایا ہے مگر آج کل سائنس کی تمام شاخیں اسی طرف جارہی ہیں۔

حضور انور نے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اب تو stem cell آ گیا ہے جو جنیٹک انجینئر نگ کا اگلا قدم ہے۔ یہ کام تو پھیلا کر کرنا پڑے گا۔ جن کو انٹریسٹ ہے وہ اس میں کریں۔ اور آپ تو باٹنی [botany] میں کر رہے ہیں؟ تو باٹنی میں stem cell میں جائیں۔ لیکن جو دوسرے zoology کرنے والے یا میڈیسن کرنے والے ہیں وہ Genetic Engineering، Human Stem Cells میں ریسرچ کریں تو فائدہ ہوگا۔

❁......**ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ آج کل سکول اور سوسائٹی میں ہم جنس پرستی اور ان کے حقوق کے بارے میں کافی سوال ہوتے ہیں تو اس معاملہ میں ہمیں جماعت کے عقائد کے مطابق کیا جواب دینا چاہئے؟**

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ تو بے حیائی ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ یہ قدرت کے خلاف ہے۔ یہ چیز نیچر میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تمام جانوروں میں ہر جگہ جو صنفِ مخالف ہے اس کے لئے کشش رکھی ہے۔ یہ تو دنیا کے اپنے خیالات ہیں۔ اس کے بعد کہہ دیتے ہیں کہ یہ دماغی مسئلہ ہے۔ بچپن میں ہی بعض ایسی باتیں ہو جاتی ہیں جو بچوں کی سوچ کو تبدیل کر دیتی ہیں۔ اس کے بعد بہت شاذ واقعات ایسے ہوتے ہیں۔ سکولوں میں جا کر دیکھیں، وہاں کا ماحول دیکھیں، اس کا اثر ہوتا ہے۔ تو ماں باپ کو بھی چاہئے کہ وہاں سے اپنے بچوں کو بچائیں اور آپ کو خود بھی بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ قرآنِ کریم میں ایک قوم کا ذکر آتا ہے کہ ان میں ایسی باتیں تھیں۔ اور ان کو بڑی وارننگ دی۔ لیکن وہ باز نہیں آئے تو ان کی تباہی بھی ہو گئی۔ تو اس چیز سے بچنا ہی چاہئے۔ اصل میں جو اس قسم کے لوگ ہوتے ہیں وہ ایک فیصد سے بھی کم ہوتے ہیں۔ لیکن جب اس کو آپ قانون کے تحت لے آتے ہیں تو وہ بے حیائی پھر عام ہو جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہی بات میں نے آپ کے موجودہ وزیر اعظم HarperStephen صاحب سے جو پہلے وزیر اعظم تھے اُن کو کہی تھی۔ ان دنوں کینیڈا میں یہ لاء (Law) پاس ہو رہا تھا یا ہو گیا تھا۔ میں نے پوچھا تھا کہ تم لوگوں کے پاس data کیا ہے؟ تو ان کے پاس چند سو ایسے لوگ تھے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ اس کو جائز قرار دے کر ہر ایک کو راستہ دے رہے ہیں۔ جو نہیں بھی ہے اس میں بھی یہ چیز پیدا ہو جائے۔ اس طرح آپ نئی نسل کو خراب کر دیں گے اور قوم کو تباہی کی طرف لے جائیں گے۔ اس کا نتیجہ یہی نکل رہا ہے کہ آہستہ آہستہ یہ قومیں تباہ ہو رہی ہیں۔ احمدی کو تو بچنا چاہئے۔ جو نمازیں پڑھنے والا ہے، استغفار کرنے والا ہے، بچپن سے ماں باپ نے اس کی صحیح تربیت کی ہوئی ہے تو وہ بچ جاتا ہے۔ لیکن بعض بچے ہوتے ہیں کہ ماں باپ کے غلط رویّے کی وجہ سے ان کی psyche ایسی بن جاتی ہے اور وہ چند ایک ہی ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

باقی جب اس کو جائز کر دیں گے تو پھر اسکولوں میں بحث ہونی شروع ہو جائے گی۔ جب بچہ جوان ہوتا ہے یا لڑکی جوان ہوتی ہے تو فیملی کی ذمہ داریوں سے بچنے کے لئے کہتی ہے کہ ایک Lust ہی ہے ناں؟ تو اس کے لئے ہم اپنا انتظام کر لیتے ہیں اور باقی فیملی لائف کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مجھ سے کسی نے سوال کیا تھا تو میں نے کہا کہ اگر اس طرح ہونے لگے تو ایک وقت ایسا آئے گا جب انسان کی نسل

ہی ختم ہو جائے گی۔ جب ہر جگہ ہم جنس پرستی چلنے لگ جائے یا پچاس فیصد ہو جائے تو نسل ختم ہو جائے گی یا وہ قوم تباہ ہو جائے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تباہ نہیں ہوگی تو اپنی نسلیں ختم کر کے تباہ ہو جائے گی۔ بعض اس کا یہ حل پیش کر دیتے ہیں کہ ہم بچہ adopt کر لیتے ہیں۔ لیکن وہ بچے ان کے تو نہیں ہوئے، اپنی نسل تو آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے۔ تو یہ کوئی حل نہیں ہے۔ یہاں بھی بعض صوبوں کے تعلیمی نظام میں ہم جنس پرستی داخل کر دی ہے۔ اس سے بے حیائی زیادہ پھیلے گی اور بے حیائی پھیلنے کے بعد ہی تباہی آتی ہے۔ اس لئے تم لوگ اس قوم کو اگر بچا سکتے ہو تو بچاؤ۔

❁......**ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ ''فری میسن تجھ پر مسلّط نہیں کئے جائیں گے''۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا تھا کہ تحریکِ جدید فری میسن کے اصولوں کے عین برعکس ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ ان کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ وہ دنیاوی تعلیم کے ذریعہ جنسیت اور ہم جنس پرستی کی تعلیم دیتے ہیں۔**

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس الہام کے بعد لکھا ہے کہ یہ جوان کے پاس اتنے زیادہ اختیارات ہیں، تو بعید نہیں کہ بڑے بڑے بادشاہ اور امیر لوگ اس میں شامل ہوں۔ اس کی وجہ سے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے یہ دنیا پہ اثر ڈالتے چلے جا رہے ہیں۔ اس زمانہ میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فری میسنز کے متعلق یہ کہا تھا اس وقت یو کے (UK) کا بادشاہ ایڈورڈ ہشتم تھا، اس کے بارے میں بھی یہی کہا جاتا ہے کہ وہ ان کا ممبر تھا۔ تو اصل چیز یہی ہے کہ یہ دنیا کو اپنے ماتحت کرنے کے لئے مختلف طریقے آزماتے یا استعمال کرتے ہیں۔

❁......**اسی طالبعلم نے سوال کیا کہ ہمارے ماحول میں جب تک تعلیم مکمل نہ ہو جائے شادی نہیں کرتے تو کیا آپ مشورہ دیتے ہیں کہ ہائی سکول میں شادی کر لی جائے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بات یہ ہے کہ جب لڑکا محسوس کرتا ہے کہ وہ شادی کے قابل ہے اور ایسے حالات ہیں تو کر لینی چاہئے۔ وہ لڑکیاں جو پڑھ رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ میں نے کالج میں جانا ہے یا یونیورسٹی میں جانا ہے یا میڈیسن کرنا ہے، ان کو مَیں کہا کرتا ہوں کہ اگر اچھا رشتہ ملتا ہے تو تم لوگ شادی کر لو اور ساتھ یہ کنڈیشن (condition) رکھ دو کہ ہم نے بعد میں پڑھائی مکمل کرنی ہے۔ اسی طرح یو کے میں بہت سارے لڑکے ایسے ہیں جن کی شادیاں بیس اکیس سال میں ہو گئی ہیں وہ پڑھائی بھی کر رہے ہیں۔ تین چار کو میں جانتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا خیال ہے آپ کی شادی بھی ہو چکی ہے۔ بس پھر آپ کو کیا اعتراض ہے۔ باقیوں کو encourage کریں کہ بیس سال کی عمر میں شادی کرا لیا کرو۔ اپنی مثال سامنے کھڑی کریں تا کہ آپ کو دیکھ کر ان سب اسٹوڈنٹس میں شادی کی طرف توجہ پیدا ہو۔ فیملی لائف بنانی چاہئے اس سے بہت ساری برائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

❁......**ایک اور طالبعلم نے سوال کیا کہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کے علاوہ کونسی دعا پڑھائی میں آسانیاں پیدا کر سکتی ہے۔**

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ قرآن کریم کی دعا ہے۔ اس کے علاوہ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ کی دعا ہے۔ ایک دعا رَبِّ اَرِنِیْ حَقَآئِقَ الْاَشْیَآءِ ہے۔ یہ دعائیں ہیں۔ ان کو پڑھو اور ان پر غور کرو۔

❁......**ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ نقاب اور پردہ کا تصور غیروں کو کس طرح سمجھایا جائے جب کہ ان کے نزدیک یہ زبردستی کی تعلیم ہے؟**

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر ایک عورت ایک سٹیج پر پہنچ کر کہے کہ اس کی نیچر اس کو بتا رہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو پردہ میں رکھے تو پھر زبردستی کس طرح ہوئی؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نکاح اور پردے کا فلسفہ کیا ہے؟ حیا [modesty] آج کی بات نہیں ہے بلکہ یہ عورت میں ہمیشہ سے ہے۔ مَیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کی مثال دیتا ہوں کہ جب وہ کنویں یا پانی کے چشمہ پر گئے تو دیکھا کہ بکریاں چرانے والے اپنے ریوڑ لے کر آئے تھے اور انکو پانی پلا رہے تھے۔ دو لڑکیاں اپنی بکریوں اور بھیڑوں کے ساتھ ایک کنارہ پر بیٹھی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تم کیوں علیحدہ بیٹھی ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب یہ مرد پانی پلا لیں گے تب ہم جائیں گی۔ تو وہ ایک حجاب تھا جس کی وجہ سے وہ ان میں مکس اپ (mix up) نہیں ہونا چاہتی تھیں۔ تو یہ ان کی نیچر تھی۔ ان کو کسی نے پڑھایا نہیں تھا یا ان کی کوئی مذہبی تعلیم نہیں تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا اور وہ واپس چلی گئیں۔ اس کے بعد ان میں سے ایک واپس آئی۔ اس کے بارے میں قرآنِ شریف میں لکھا ہے کہ وہ حیا سے شرماتی ہوئی واپس آئی۔ اور اس نے کہا کہ میرا باپ بلا رہا ہے۔ تو اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ چلے گئے۔ باپ سے باتیں ہوئیں۔ اس گھر میں رہنے کے لئے بھی justify کرنا تھا کہ نوجوان آدمی کو نوجوان لڑکیوں کے ساتھ نہیں رہنا چاہئے۔ باپ نے کہا کہ ایک بچی سے شادی کر لو۔ تو یہ جو حیا کا concept ہے یہ ہر جگہ موجود ہے اور اسی کو قائم رکھنا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَان کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ اور اس حیا کو سامنے رکھو گے تو دوسروں سے بچ کر رہو گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: باقی رہ گیا یہ کہ ہمارے پاس اس کا کیا جواز ہے؟ تو جو عورت، لڑکی خود کہتی ہے کہ میں نے پردہ کرنا ہے اور وہ سکارف اوڑھتی ہو اور تم اس کا نقاب by law اٹھا دو تو اس کو کس طرح justify کرو گے؟ وہاں کیوں لاء (Law) اس کو پابند کرتا ہے؟ اگر میں کہتا ہوں کہ میں نے یہ اچکن پہننی ہے، یا پگڑی باندھنی ہے، تو نیا یہ لاء (Law) آجائے کہ نہیں تم پگڑی نہیں پہن سکتے تو وہ لاء (Law) کہاں سے justify ہوتا ہے؟ اس لئے جو عورت خود کہتی ہے کہ میں نے پردہ کرنا ہے اس کو پردہ کرنے دو۔ حیا اس کا حصہ ہونا چاہئے۔ ایک دیندار عورت کی identity ہونی چاہئے۔ یہی اسلام کہتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عورت کی اگر یہ حیا نہ ہو، پردہ نہ ہو اور mixing-up ہو تو بے حیائی پھیلتی چلی جائے گی۔ جس طرح اس سوسائٹی میں پھیل رہی ہے۔ یہاں شادیاں ہوتی ہیں۔ شادیوں کے بعد اسی پردہ نہ ہونے کی وجہ سے، حیا نہ ہونے کی وجہ سے اور mix up کی وجہ سے 65 فیصد شادیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ عورتیں دوستیوں میں involve ہو جاتی ہیں۔ ان کا اعتبار کوئی نہیں رہتا۔ تو اسی چیز کو روکنے کے لئے اسلام نے کہا ہے کہ حیا کو قائم رکھو اور اپنے گھروں کو سنبھالو۔ عورت کا کام ہے کہ گھر میں بچے کی ایسی تربیت کرے کہ وہ سوسائٹی کو، اپنے ملک کو اور اپنی نیشن کو ایک valuable product دے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ نقاب کیوں رکھا جائے تو یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ ان کا نقاب کیوں زبردستی اتارا جائے؟ بعض ملکوں میں لاء (Law) پاس ہوا ہے تو اس کا کیا جواز ہے؟ فرانس نے لاء (Law) پاس کیا ہے کہ لڑکی نے حجاب نہیں پہننا۔ حجاب کے ساتھ لڑکیاں Public Places میں نہیں جا سکتیں۔ تو یہ بھی تو فورس (Force) استعمال ہو رہی ہے۔ ہر ایک مسلمان کو کھلا اختیار ہونا چاہئے۔ پاکستان جاؤ تو وہاں 75 فیصد عورتیں دیہاتوں میں رہتی ہیں۔ اور ان میں سے 75 فیصد ایسی ہیں جو نہ نقاب اوڑھتی ہیں نہ پردہ کرتی ہیں۔ ایک دوپٹہ سر پر لیا ہوتا ہے جو ان کے لباس کا حصہ ہے۔ وہاں کوئی زبردستی تو نہیں ہو رہی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: انہوں نے ہر ایک چیز کو مسئلہ بنا دیا ہوا ہے۔ یہ بھی دجال کی چال ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پردہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ نے پردہ کی ایک وجہ یہ بھی رکھی ہوئی ہے کہ مسلمان عورت کی ایک پہچان ہو جائے تا کہ اس کو لوگ نہ چھیڑیں۔ اگر اچھا لباس ہو، پردہ کرتی ہوں اور حیا سے کام لیتی ہوں تو چند ایک اوباش اور چھیڑ چھاڑ کرنے والے، hooting کرنے والے street boys کے علاوہ لوگ ایسی لڑکیوں کا بڑا ادب کرتے ہیں۔

❁......**ایک طالب علم نے سوال کیا کہ حضور انور نے ایسی دکانوں میں کام کرنے سے منع کیا ہے جہاں سؤر کا گوشت فروخت ہوتا ہے، تو کیا اسی طرح سود کے حرام ہونے کی وجہ سے بینکوں میں کام کرنا بھی ممنوع ہے؟**

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر اپنے ہاتھ سے سؤر کا کام کر رہے ہو جیسے اس کو کاٹ رہے ہو وغیرہ تو اس کی قطعی اجازت نہیں۔ جہاں تک شراب اور الکحل کا سوال ہے تو اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ اس کو بنانے والا، اس کو رکھنے والا، اس کو پلانے والا، اس کو بیچنے والا، اس کو پینے والا سب پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ جہاں تک سؤر کا سوال ہے تو اگر بھوکے مر رہے ہو تو اس کو کھا بھی سکتے ہو مگر شراب نہیں پی سکتے۔ میں نے بھی اور مجھ سے پہلے حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی کہا تھا کہ اگر تم بھوکے مر رہے ہو اور کوئی اور جاب نہیں ہے تو تمہیں ایسے ہوٹلوں میں کام کرنے کی اجازت مل سکتی ہے۔ لیکن جماعت تم سے چندہ نہیں لے گی کیونکہ جماعت بھوکی نہیں مر رہی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دوسرا یہ کہ آج کل کا جو بینکنگ کا نظام ہے اس میں سود ہر جگہ شامل ہے۔ اس نظام کے بارہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ موجودہ بینکنگ کا نظام درہم برہم ہو چکا ہے۔ اس لئے اس میں بھی اجتہاد کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے جماعت نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ اس نے بڑا لمبا عرصہ لے لیا ہے۔ وہ اس پر غور کر رہی ہے کہ کس حد تک بینکنگ میں یہ چیزیں جائز ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر آپ نے کسی کو پیسہ دیا اور اس کے پاس رکھ دیا کہ میں اتنے فیصد منافع لوں گا اور مجھے اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ تم نقصان میں جاتے ہو کہ فائدہ میں۔ آج کل کی عموماً جو بینکنگ ہے، اس میں عام طور پر آپ دیکھیں گے کہ اگر وہ گھاٹے میں جاتے ہیں تو دیوالیہ ہونے کا اعلان کر دیتے ہیں۔ نہ منافع اس کو ملتا ہے، نہ limited company کو ملتا ہے اور نہ ہی اس share holder کو ملتا ہے۔ بلکہ بینک لے لیتا ہے۔ تو اس لئے یہ نظام ویسا نظام تو نہ رہا جہاں سو فیصد خالصتاً سود کی بنیاد پر ہو رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دوسرا آپ بینک میں کام کر رہے ہیں اور تنخواہ لے رہے ہیں تو آپ بینک سے طے نہیں کر رہے۔ یا اگر آپ بینکنگ میں بزنس کر رہے ہیں یا کہیں اور بزنس کر رہے ہیں اور بینک کے ساتھ یہ طے کر رہے ہیں کہ میں اپنے بزنس پر بنک سے اتنا قرضہ لوں گا اور اگر مجھے بزنس میں اتنا منافع ملتا رہے گا تو میں اس میں سے اتنے فیصد منافع بینک کو دیتا رہوں گا۔ لیکن اگر میرا کاروبار تباہ ہو جاتا ہے تو میں کچھ نہیں دوں گا، کورٹ میں جاؤں گا اور bankruptcy order لے لوں گا۔ تو اس میں ابھی سوچنے کی ضرورت ہے۔ لیکن میں تو یہی کہا کرتا ہوں کہ اگر کسی احمدی کے پاس بزنس کرنے کے لئے پیسے ہیں تو وہ بینک سے قرضہ لینے کی بجائے اپنے پیسوں سے ہی بزنس کرے۔

اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت طلباء کو اپنے دستِ مبارک سے تحائف عطا فرمائے اور اس دوران ہر ایک سے ان کی پڑھائی کے متعلق بھی استفسار فرمایا۔

طلباء کی حضو انور کے ساتھ کلاس کا یہ پروگرام ساڑھے سات بجے تک جاری رہا۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق فیملی اور انفرادی احباب کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 18 فیملیز کے 76 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ہر ایک نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز وینکوور کے علاوہ ٹورانٹو، سسکاٹون، آٹوا اور یلونائف کے علاقوں سے بڑے لمبے اور طویل سفر طے کر کے وینکوور پہنچی تھیں۔

یلونائف سے آنے والی فیملیز دو ہزار چار صد کلومیٹر، سسکاٹون سے آنے والی ایک ہزار پانچصد کلومیٹر اور ٹورانٹو سے آنے والی چار ہزار کلومیٹر اور آٹوا سے آنے والی فیملیز چار ہزار پانچصد کلومیٹر کا طویل ترین سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔

(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2013ء

فلورس ہائیم میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد اور والہانہ استقبال، مسجد بیت العطا کی افتتاحی تقریب میں شہر کے میئر، شہر کی کونسل کے صدر، ضلعی کمشنر اور صوبہ ہیسن کے سیکرٹری آف سٹیٹ کے ایڈریسز، مسجد کی تعمیر پر نیک جذبات کا اظہار اور مبارکباد۔

(افتتاحی تقریب میں مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے معززین اور مقامی جرمن غیر مسلم افراد کی شرکت)

اس مسجد کے دروازے ہر ایک کے لئے، ہر اس شخص کے لئے جو خدائے واحد کی عبادت کرنے والا ہے کھلے رہیں گے۔ مسجد کا مینارہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہ پیغام جو روشنی کا پیغام ہے، یہاں سے پھیلے گا۔ اسلام جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے وہ محبت اور بھائی چارہ اور ہم آہنگی سے رہنے کا پیغام ہے۔

(مسجد بیت العطا کی افتتاحی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

فلورس ہائیم سے بیت السبوح واپسی۔ تقریب آمین

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

24 جون بروز سوموار 2013ء (حصہ دوم)

Flörsheim میں حضور انور کی آمد اور والہانہ استقبال

اب پروگرام کے مطابق یہاں سے مسجد بیت العطا کے افتتاح کے لئے Flörsheim شہر کی طرف روانگی تھی۔ یہاں سے روانہ ہونے سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور پانچ بج کر 45 منٹ پر یہاں سے روانگی ہوئی۔ یہاں سے Flörsheim شہر کا فاصلہ 21 کلومیٹر ہے۔ جب حضور انور کی گاڑی شہر کے اندر داخل ہوئی تو پولیس مختلف راستوں پر موجود تھی اور راستہ کلیئر کر رہی تھی۔

چھ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی Flörsheim تشریف آوری ہوئی۔ مقامی جماعت اور اردگرد کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب مرد و خواتین اور بچے اپنے پیارے آقا کی آمد کے منتظر تھے۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ گاڑی سے باہر تشریف لائے تو احباب جماعت نے نعرے بلند کئے اور بچوں نے دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کئے اور ہر چھوٹا بڑا اپنے ہاتھ بلند کر کے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہا تھا اور خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔

صدر جماعت Flörsheim محمد منوّر عابد صاحب، ریجنل امیر نصیر احمد عارف صاحب، ریجنل مبلغ سلسلہ طاہر احمد صاحب، سعید گیسلر صاحب نائب امیر اور شکیل احمد صاحب شعبہ جائیداد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور جماعت Flörsheim کی طرف سے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

اس موقع پر شہر کے میئر Mr. Michael Antenbrink اور علاقہ کے کمشنر Mr.Michael Cyiriax اور مقامی شہر کی کونسل کے صدر Mr. Odermatt اور صوبہ Hessen کے سیکرٹری آف سٹیٹ نے حضور انور کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔ حضور انور نے ان تمام احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

مسجد بیت العطا کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی بیرونی دیوار پر لگی ہوئی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد بیت العطاء کے اندرونی حصّہ میں تشریف لے گئے اور مسجد کے حوالہ سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی جس کے ساتھ اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ میڈیا کے نمائندے بڑی تعداد میں یہاں پہنچے ہوئے تھے اور مسلسل کوریج دے رہے تھے۔

نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امیر صاحب جرمنی سے دریافت فرمایا کہ یہاں مسجد میں جو لوگ موجود ہیں کیا یہ سب یہاں کے رہنے والے ہیں۔ اس پر امیر صاحب نے بتایا کہ اردگرد کی جماعتوں سے بھی احباب آئے ہوئے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے لجنہ کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں خواتین نے اپنے پیارے آقا کا دیدار اور شرف زیارت پایا اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کئے۔ حضور انور نے از راہ شفقت تمام بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ اس کے بعد حضور انور نے مسجد سے ملحقہ دفاتر، ملٹی پرپز ہال اور کچن اور رہائشی حصّہ کا معائنہ فرمایا۔

مسجد بیت العطا Flörsheim کی افتتاحی تقریب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں سات بجے مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم طاہر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے کی اور اس کا جرمن زبان میں ترجمہ مکرم فہیم احمد صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم طاہر احمد صاحب نے اس کا اردو زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

امیر صاحب جرمنی کا تعارفی ایڈریس

بعد ازاں مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔ اور Flörsheim شہر کی تاریخ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ شہر 1945ء سے صوبہ Hessen میں شامل ہے اور اس شہر کی بنیاد 1882ء میں پڑی۔ اس شہر کی آبادی بیس ہزار سے زائد ہے اور یہاں 1839ء سے ٹرین سٹیشن موجود ہے۔

اس شہر میں احمدی احباب 1988ء سے مقیم ہیں اور 2006ء سے مسجد بنانے کی کوششیں جاری ہیں۔ لیکن بعض مشکلات کا سامنا رہا۔ یہاں کے میئر صاحب نے شروع سے ہی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں ہماری مدد کی ہے۔ امیر صاحب نے بتایا کہ ایک دوست نے خصوصی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کا خط لکھا تو اگلے روز ہی ہمیں یہ جگہ Internet کے ذریعہ ملی۔ اس جگہ کو پہلے فروخت کر دیا گیا تھا۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر یہ جگہ دوبارہ خالی ہوئی۔ اور اس طرح سے جماعت نے اسے خرید لیا۔ حضور انور کی دعا سے ہی ہمیں یہ جگہ حاصل ہوئی ہے اور ایک ایسی بلڈنگ جو پہلے فروخت ہو چکی تھی ہمیں مل گئی۔ شہری انتظامیہ کے تمام شعبہ جات اور اداروں نے اس سلسلہ میں ہماری بہت مدد کی اور ایک دوسرے کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر ہم کام کرتے رہے۔ یہاں کے اخبارات اور پریس نے ہماری بہت مدد کی اور جماعت کے حق میں ان کی رپورٹوں کی وجہ سے عوام الناس میں ایک اعتماد پیدا ہوا اور اسلام کی خوبصورت تصویر ان تک پہنچی۔

اپریل 2012ء میں یہ جگہ جس کا رقبہ 1421 مربع میٹر ہے تین لاکھ اسّی ہزار یورو میں خریدا گیا۔ اس میں ایک عمارت پہلے سے تعمیر شدہ تھی جس کو مسجد میں تبدیل کیا گیا ہے۔

مسجد کا ایک ہال 193 مربع میٹر اور دوسرا ہال 175 مربع میٹر پر مشتمل ہے۔ مینار کی اونچائی دس میٹر ہے اور گنبد کا قطر 3.6 میٹر ہے جو Covered Area ہے۔ اس کا رقبہ 769 مربع میٹر ہے۔ مسجد کے دونوں ہالز میں 636 لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں۔

امیر صاحب نے بتایا کہ اس مسجد کی تعمیر کا تمام خرچ جو کہ ساڑھے چھ لاکھ یورو ہے یہاں کی مقامی جماعت نے ادا کیا ہے۔ جہاں مرد احباب نے اپنے اموال کی قربانی کی وہاں خواتین نے اپنے زیورات پیش کئے۔ ایک فیملی کی 17 سال سے اولاد نہیں تھی انہوں نے اپنے اُس بچے کے نام سے بھی چندہ دیا جس کا ابھی کوئی وجود نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس فیملی کو 17 سال بعد بیٹا عطا فرمایا۔ الحمدللہ۔

اسی طرح اس مسجد کی تعمیر میں احباب جماعت نے مجموعی طور پر سات ہزار گھنٹے کا وقار عمل کیا۔ بچے، بوڑھے، جوان اور خواتین سبھی نے اس خدمت میں حصّہ لیا۔

Flörsheim شہر کے میئر کا ایڈریس

امیر صاحب جرمنی کے اس ایڈریس کے بعد Flörsheim شہر کے میئر Mr. Michael Antenbrink نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

عزّت مآب خلیفۃ المسیح! مَیں حضور کو شہر کی انتظامیہ کی طرف سے آج مسجد کے افتتاح کے موقع پر دلی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ نے شان شایان خدا تعالیٰ کا گھر بنایا ہے اور یہ قابل تعریف امر ہے اور آپ خوشی کے ساتھ اس کو استعمال کر سکتے ہیں۔ میں بہت خوش ہوں اور ہمارے شہر Flörsheim کے لئے بہت خوشی اور اعزاز کی بات ہے کہ خلیفۃ المسیح ہمارے شہر میں آئے ہیں۔ موصوف نے کہا یہ مسجد اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ آپ لوگ اس شہر کا حصّہ ہیں اور یہاں مستقل طور پر رہنا چاہتے ہیں۔ آپ کی یہ مسجد یہاں آپ کی Integration کا موجب بھی بنے گی اور یہ ایسی جگہ ہوگی جہاں دوسرے مذاہب کے لوگ بھی اکٹھے ہوں گے اور آپس میں بات چیت ہوگی۔ میری خواہش ہے کہ یہ بات چیت یہاں بھی ہو۔

میئر موصوف نے کہا Flörsheim کے باشندوں میں عیسائیت کی گہری مضبوط جڑیں ہیں۔ لیکن ان کے دل دوسرے مذاہب کے لئے کھلے ہیں۔ اور سب سے خوشدلی سے ملتے ہیں اور اس مسجد کی تعمیر کے لئے انہوں نے کوئی مسئلہ پیدا نہیں کیا اور نہ ہی ہمسایوں نے کسی قسم کا کوئی ردّ عمل دکھایا۔ جماعت احمدیہ کو Flörsheim شہر کے لوگوں کا اعتماد حاصل تھا۔

میئر موصوف نے کہا کہ میں اس بات سے بہت متأثر ہوں کہ آپ ہمیشہ امن، مذہبی رواداری اور ملک سے وفاداری کی بات ہر جگہ کرتے ہیں۔ مَیں آج اس بات سے خوش ہوں کہ جماعت احمدیہ اور Flörsheim شہر ایک دوسرے سے مل گئے ہیں۔ یہاں کی ایک اہم بات مذہبی آزادی ہے۔ مذہبی آزادی ہر لحاظ سے ہونی چاہیے۔ ہر ایک کو حق ہو کہ وہ آزادی سے اپنے مذہب پر قائم رہے۔ خدا اور بندے کے درمیان جو تعلق ہے اس کو ڈسٹرب نہ کیا جائے۔

میئر نے کہا کہ ہمارے سابق صدر نے کہا تھا کہ اسلام جرمنی

میں پہنچ چکا ہے اور جرمنی کا ایک حصّہ ہے۔ اب یہاں یونیورسٹی میں اسلامی تعلیم دینے کا انسٹی ٹیوٹ بنایا گیا ہے، اوراسلامک سٹڈیز پڑھانے کے لئے ٹیچرز تیار کئے جارہے ہیں۔اورسال 2014ء میں لیکچرز شروع ہوجائیں گے۔

موصوف نے کہا کہ مسجد کی جوخوبصورت بلڈنگ بنی ہے اس کا اونچا مینار اب ٹرین سے بھی نظر آئے گا اور پیدل چلنے والوں کو بھی نظر آئے گا اور لوگ اسے دیکھیں گے۔اور یہ مسجد یہاں کے لوگوں کے کلچر کا ایک حصّہ بن جائے گی۔ میں ایک بار پھر یہاں کے لوگوں کو اور تمام جماعت احمدیہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

Flörsheim شہر کی کونسل کے صدر کا ایڈریس

اس کے بعد فلورس ہائیم شہر کی کونسل کے صدر Mr.Odermatt نے اپنے ایڈریس میں کہا: عزت مآب خلیفۃ المسیح، میئر اور تمام معززین! آج احمدیہ مسلم جماعت Flörsheim کے لئے بہت اچھا اور مبارک دن ہے کہ جماعت اپنی مسجد کا افتتاح کر رہی ہے۔آپ نے ہمارے اس شہر کے دل میں (شہر کے وسط میں) بہت شاندار عمارت تعمیر کی ہے۔آپ کی یہ عمارت اس شہر کی خوبصورتی میں اضافہ کرے گی۔ جہاں ہمارے مختلف چرچوں کے مینار نظر آرہے ہیں اب ایک چرچ کے قریب آپ کی مسجد کا خوبصورت مینار بھی ان میں شامل ہوگیا ہے۔ مینار کے اوپر کے حصّہ میں نیلا رنگ کیا گیا ہے۔شہر کی انتظامیہ کو یہ نیلا رنگ بہت پسند آیا ہے۔ کیونکہ یہ ہمارے شہر کا رنگ ہے۔

موصوف نے کہا: بہت سے لوگ اس شہر میں ابھی جماعت کو نہیں جانتے۔ اب اس مسجد کی تعمیر سے تبدیلی آئے گی اور لوگ جماعت کے بارہ میں پوچھیں گے۔آپ کی مسجد دیکھنے آئیں گے اس طرح اب آپ کا تعارف بہت بڑھے گا۔

موصوف نے کہا: یہ یقینی بات ہے کہ احمدی کسی بھی ظلم اور تشدّد سے کام نہیں لیتے۔آپ اب Hessen صوبہ میں ہمارے پارٹنر بن گئے ہیں اور اب آپ بھی سکولوں میں اسلام کی تعلیم دیں گے۔ آخر پر مَیں ایک بار پھر آپ کے لئے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے اس شہر کا کلچر، معاشرہ اچھا بنانے کی توفیق دے۔

ضلعی کمشنر کا ایڈریس

بعدازاں کمشنر ضلع Mr.Michael Cyriax نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا: عزت مآب خلیفۃ المسیح اور خواتین وحضرات! مجھے اس بات کی بہت خوشی ہورہی ہے کہ آج میں آپ کے مہمان کے طور پر مسجد کے افتتاح پر موجود ہوں۔ میں خلیفۃ المسیح کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کی اتنی فعّال جماعت ہمارے شہر میں موجود ہے۔ہم کھلے دل کے لوگ ہیں۔ ہمارے اس علاقہ میں 150 اقوام کے لوگ آباد ہیں اور سب مل جل کر رہتے ہیں، رواداری اور امن کا ماحول ہے۔ ہم اپنی عیسائیت کی بنیاد پر فخر کرتے ہیں۔ ہمارا فعّال چرچ ہے۔آپ کی جماعت بھی اب یہاں بہت فعال اور منظّم ہے۔ میں آپ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ جہاں ضرورت ہوگی ہم آپ کی مدد کریں گے۔

موصوف نے کہا: مَیں یقین کرتا ہوں کہ یہاں کے عیسائی عوام بھی خدا کی مدد سے اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ انسان بہتری کی طرف بڑھے۔ یہ بات ہم سب میں برابر ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ فلورس ہائیم کے لوگ سب مل جل کر اپنے معاشرہ کی ترقی کے لئے کوشش کریں۔ میں آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں کہ ہم آپس میں محبت کا تعلق رکھیں گے۔

موصوف نے بتایا کہ ہم نے ایک ایسا درخت ڈھونڈا ہے جو بہت لمبی عمر پاتا ہے اور وہ جرمنوں میں اس بات کا نشان ہے کہ آپس میں دوستی اور محبت اور تعلق اور تعاون دیر پا ہو اور ہماری دوستی کا نشان ہو۔ پس آپ یہاں بڑھیں، پھلیں، پھولیں۔آپ کا بہت بہت شکریہ!

صوبہ Hessen کے سیکرٹری آف سٹیٹ کا ایڈریس

بعدازاں صوبہ Hessen کے سیکرٹری آف سٹیٹ Dr. Rudolf Kriszeleit نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا: عزت مآب خلیفۃ المسیح! آج مجھے بہت خوشی ہے کہ میں مسجد کے اس افتتاح کے موقع پر موجود ہوں۔مَیں آپ کو اس موقع پر صوبائی اسمبلی کے ممبران کی طرف سے اور منسٹرز کی طرف سے مبارکباد کا پیغام پہنچاتا ہوں۔مَیں آپ کی جماعت کے پروگراموں میں یہاں شامل ہوتا ہوں۔ دسمبر 2012ء میں آپ کے جامعہ احمدیہ کے افتتاح کے موقع پر بھی میں آیا تھا۔

موصوف نے کہا: 1959ء میں آپ کی فرینکفرٹ میں مسجد نور کا افتتاح ہوا تھا۔اُس کے افتتاح میں اس وقت سر ظفر اللہ خان صاحب بھی آئے تھے۔اس وقت جرمنی کے لئے یہ ایک نئی بات تھی اور ایک عجیب بات تھی کہ مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔ 1959ء سے اب تک کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ اب جرمنی ایک ایسا ملک بن چکا ہے کہ اس میں مسلمان بڑی تعداد میں موجود ہیں اور یہاں کے معاشرہ کا حصّہ ہیں اور جماعت احمدیہ تو یہاں کے معاشرہ کا ایک فعّال حصّہ ہے۔ مسجد کا افتتاح اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ لوگ ہمارے معاشرہ کا ایک فعّال حصّہ ہیں اور آپ اس مسجد کی تعمیر سے اس بات کی ذمّہ داری اٹھاتے ہیں کہ آپ اس صوبے کا فعّال حصّہ بننا چاہتے ہیں اور اس صوبے کی ترقی میں اہم کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔

موصوف نے کہا: ہمارا یہاں کا دستور، یہاں کا آئین ہر ایک کو مذہبی آزادی دیتا ہے۔اس لئے ہر ایک اپنے اپنے مذہب پر عمل پیرا ہے۔ ریاست اور مذہب دونوں مل کر اسلامی تعلیم کے بارہ میں سکولوں میں پڑھائیں گے۔ ہم نے 2009ء میں جماعت کو دعوت دی کہ وہ ہمارے ساتھ مل کر اس کا اہتمام کریں۔ جماعت نے ہمارا ساتھ دیا۔ اب جماعت ہماری پارٹنر ہے۔ اگست 2013ء میں سکولوں میں اسلامی تعلیم شروع ہوجائے گی۔

موصوف نے کہا: میں آپ کی جماعت کا نہایت احترام کرتا ہوں اور ہمارے ساتھ کام کرنے پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اس بات پر بھی آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بہت سے ایسے پروگرام رکھے ہیں جن کی وجہ سے اسلام کی اچھی تصویر عوام الناس کے سامنے آئی ہے۔آپ کے خدام نے چیرٹی واک کی، اگلی واک میں مَیں نے ابھی سے اپنی رجسٹریشن کروا دی ہے۔ آپ نے ویزبادن میں بیمار بچوں کی تنظیم کی مدد کی۔آپ وقارِعمل کے ذریعہ ہمارے شہر، علاقہ اور معاشرہ کی مدد کرتے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کی یہ مسجد ہر لحاظ سے باعث برکت ہو۔

بعد ازاں سات بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا:

مسجد بیت العطا کے افتتاح کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

تشہد وتعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

اس سے پہلے کہ مسجد کے افتتاح کے بارے میں کوئی بات کروں، مَیں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہر مہمان جو یہاں آیا ہے ہمارے لئے معزز ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ وہ احمدی مسلمان نہیں ہیں، ہر ایک کا مختلف مذاہب سے تعلق ہے، اکثریت کا عیسائیت سے تعلق ہے، پھر بھی ہمارے اس مذہبی فنکشن میں جو کہ مسجد کا افتتاح ہے، تشریف لائے۔تو اس لئے مَیں سب سے پہلے آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میرے لئے یہ اور بھی زیادہ حیرانگی کی بات ہوئی جب میں اس مارکی میں داخل ہوا تو عموماً جہاں بھی مساجد کے افتتاح ہوتے ہیں، آٹھ یا دس مقامی لوگ آتے ہیں اور باقی مارکی ہمارے جماعت احمدیہ کے افراد سے بھری ہوتی ہے لیکن حیرانگی مجھے اس بات پر ہوئی کہ تقریباً تمام bench، یہاں کے اُن مقامی لوگوں سے، جو احمدی نہیں تھے بھرے ہوئے تھے۔ مجھے خیال آیا کہ میں کہیں غلط جگہ پر تو نہیں آ گیا۔ کسی ایسی جگہ پر آ گیا کہ جہاں کوئی مسجد کا افتتاح نہیں ہے بلکہ مقامی لوگوں کا کوئی فنکشن ہے۔لیکن اس سے اس بات کی خوشی بھی ہوئی کہ یہ مسجد جو آج یہاں تعمیر ہوئی ہے، اس میں مقامی لوگوں کا بھی ہاتھ ہے اور ان کی دلچسپی ہے۔اور یہی چیز ہے جو آپس کے تعلقات بہتر کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ پس اس لحاظ سے جو میرے سامنے یہاں کے مقامی جرمن بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے اپنی مسجد تعمیر کر لی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس مسجد کے دروازے ہر ایک کے لئے، ہر اس شخص کے لئے جو خدائے واحد کی عبادت کرنے والا ہے کھلے رہیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: پھر میں میئر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے بڑے اچھے الفاظ میں جماعت کا بھی ذکر کیا۔ تعلقات کا بھی ذکر کیا اور اس جگہ کو مسجد میں بدلنے میں اپنی مدد جس حد تک ہوسکتی تھی، کی۔ پھر کونسل کے ممبران ہیں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ آپ سب کا شکریہ کہ آپ سب یہاں آئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: یہ جگہ جو مارکیٹ تھی، یہاں دنیاوی سازوسامان فروخت ہوتا تھا، کھانے پینے کی چیزیں فروخت ہوتی تھیں۔ اور لوگ یہاں آتے تھے، قیمت ادا کر کے اپنی مادی غذا یا مادی ضروریات کو پورا کرتے تھے۔ لیکن اب یہ جگہ جو مسجد میں تبدیل کر دی گئی ہے۔ یہاں بھی جو چیز بکے گی، جو چیز دی جائے گی، جو فروخت کی جائے گی اس کی قیمت کوئی نہیں ہے اور وہ روحانیت ہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق ہے اور وہ ایسی چیز ہے جو آپ حاصل بھی کرتے ہیں اور بجائے قیمت ادا کرنے کے اس پر کئی گنا ثواب بھی حاصل کرتے ہیں۔ پس یہ جگہ جو مادی غذا کا سامان کرتی تھی یہ جگہ اب روحانی غذا کا سامان کرے گی۔ مادی غذا میں آپ خرچ کرتے تھے۔ روحانی غذا میں آپ بغیر خرچ کئے سب کچھ حاصل کریں گے اور نہ صرف حاصل کریں گے بلکہ مزید فوائد بھی حاصل کرتے جائیں گے۔ یہ چیز روحانی ترقی کا بھی باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت انسان کو روحانیت میں بڑھاتی ہے اور مجھے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسجد یہ کردار ادا کرے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: یہاں مذہبی رواداری اور آزادی کا ذکر ہوا۔ میرے سے پہلے یہاں شہر کے بہت سے معززین آئے۔ میئر صاحب بھی، سیاستدان بھی، سٹی کونسل کے ممبران بھی، انہوں نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔ مذہبی آزادی اور رواداری کی باتیں کیں۔ تو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں تک مذہبی آزادی کا تعلق ہے مسجد کی تعمیر نہ صرف یہ کہ ایک حقیقی مسلمان کو مذہبی آزادی کی یاد دلاتی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بھی یاد دلاتی ہے کہ اگر وہ لوگ جو اسلام کے مخالف ہیں، وہ لوگ جو خدا کو نہیں مانتے، وہ لوگ جو مذہب کے خلاف ہیں، اگر ان کے حملوں کو روکا نہ گیا، اگر ان کے خلاف سخت قدم نہ اٹھایا گیا تو صرف یہی نہیں کہ تم مسجدوں کو یا اپنی عبادت کی جگہوں کو ختم کرلو گے۔ بلکہ اگر ان مخالف لوگوں کو مذہب پر حملے کرنے کی آزادی دی تو پھر نہ کوئی چرچ سلامت رہے گا، نہ کوئی synagogue سلامت رہے گا، نہ کوئی اور عبادتخانہ سلامت رہے گا۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسلام میں جب کسی کے خلاف ہتھیار اٹھانے کا پہلا حکم دیا، وہ کسی کی ذاتی رنجش کی بنا پر نہیں تھا۔ بلکہ وہ اس لئے تھا کہ مذہب کے مخالف گروہ مذہب کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ پس اسلام نے یہ تعلیم دی کہ تم نے صرف اپنے مذہب اسلام کی حفاظت نہیں کرنی بلکہ ہر مذہب کی حفاظت کرنی ہے۔ گویا مسجد جہاں بھی تعمیر ہوتی ہے وہ ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ آج اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ ایک احمدی مسلمان کا فرض ہے کہ وہ پہلے سے بڑھ کر اپنے اردگرد کے ماحول میں چرچوں کی بھی حفاظت کریں، ان کا بھی احترام کریں، synagogues کا بھی احترام کریں، سکھوں کے جو گوردوارے ہیں ان کا بھی احترام کریں، مندر ہیں ان کا بھی احترام کریں۔ گویا کہ اسلام ہمیں مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہر مذہب کے احترام کی اور اس کی عبادتگاہ کے احترام کی تعلیم دیتا ہے۔ اور یہ مسجد بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس مقصد کو پورا کرے گی اور آپ لوگ جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں دیکھیں گے کہ احمدی جو یہاں بستے ہیں وہ پہلے سے بڑھ کر نہ صرف یہ کہ آپ میں integrate ہوں گے، بلکہ مذہب کی حفاظت کے لئے جب بھی ان کو بلایا جائے گا، کسی بھی مذہب کی طرف سے، وہ سب سے پہلے حاضر ہوں گے۔ پس یہ ہے تعلیم اسلام کی اور یہ تعلیم ہے جو انسانیت کے حقوق کی ادائیگی کے لئے بھی بہت ضروری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: جماعت احمدیہ کا تعلق اس زمانے کے اُس امام سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسیحِ موعود اور مہدی موعود کر کے بھیجا۔ جو زمانے کی اصلاح کے لئے اس زمانہ میں آیا۔ جس نے ہر مذہب کے لئے یہ تعلیم دی کہ وہ پیار ومحبت سے رہیں اور بتایا کہ میری آمد کے دو مقصد ہیں۔ ایک یہ کہ بندے کو خدا تعالیٰ سے ملاؤں، اس کا تعلق اپنے پیدا کرنے والے سے جوڑوں، اس طرف توجہ دلاؤں۔ اور دوسرے یہ کہ ایک انسان کے دوسرے انسان پر جو حقوق ہیں ان کی طرف توجہ دلاؤں۔ پس یہ تعلیم ہے جس کو لے کر جماعت احمدیہ مُسلمہ آگے چلتی ہے۔ جس پر عمل بھی کرتی ہے اور جس کو پھیلاتی بھی ہے۔ پس جب یہ مقصد ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بھی حق ادا کرنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بھی حق ادا کرنے ہیں۔ اور ہماری یہ تعلیم اور یہ نظریہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی تمام مخلوق پسند ہے اور سب سے بڑھ کر انسان جو اشرف المخلوقات ہے، وہ اس کو پسند ہے۔ اس لئے ہر انسان کو حکم ہے کہ دوسرے انسان کی عزت کرو اور اسکا احترام کرو۔ ہمارے بانی جماعت احمدیہ نے اسلام کی حقیقی تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے، اس کی روشنی میں یہ بتایا کہ تم نے ہر مذہب والے کی عزت واحترام کرنا ہے۔ کیونکہ قرآنِ کریم میں مذہب کے بارے میں کسی جبر کا حکم نہیں ہے بلکہ یہ حکم ہے کہ یہ تعلیم آ گئی، جو چاہے اس کو تسلیم کرے، جو چاہے نہ کرے۔ ہر ایک کو مذہب کی آزادی ہے۔ پس یہ وہ تعلیم ہے جس کو لے کر جماعت

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ کی سیرت

حضرت شیخ فضل احمد بٹالویؓ کی روایات کے حوالہ سے حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ کی سیرت کا بیان گزشتہ شمارہ سے شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ ذیل میں چند مزید روایات ہدیۂ قارئین ہیں جو مجلس انصاراللہ برطانیہ کے رسالہ ''انصارالدین'' مئی و جون 2010ء میں خاکسار (محمود احمد ملک) کے ایک مضمون میں شامل اشاعت ہیں۔

خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق

حضرت خلیفہ اوّلؓ سے اپنے ذاتی تعلق کے بارہ میں حضرت شیخ صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی مجلس میں مجھے بکثرت بیٹھنے کا موقعہ ملا۔

ایک زمانہ تھا کہ میں آپؓ کی خدمت میں جلدی جلدی عریضہ دعا بھیجا کرتا تھا۔ ان دنوں کارڈ کی قیمت ایک پیسہ تھی۔ میں کارڈ لیتا اور کوئی شعر یا فقرہ لکھ بھیجتا۔ میرے دل میں یہ ہوا کرتا تھا کہ حضورؓ کو تو خدا تعالیٰ نے جو توجہ اور کشش بخشی ہے کہ اگر آپ میرے جیسے خاک سے بھی بدتر انسان پر دعا اور توجہ فرمائیں تو میں سونا بن سکتا ہوں۔ لیکن مجھے علم نہ تھا کہ آپؓ کے دل پر میرے ان عریضوں کا اثر ہے بھی کہ نہیں اور اگر ہے تو کتنا۔ لیکن 1910ء میں جب حکیم فضل حق بٹالوی صاحب نے میرے ذریعے بیعت کرلی تو مَیں انہیں لے کر قادیان آیا۔ مسجد اقصیٰ میں حضورؓ نے میری طرف اشارہ کرکے حکیم صاحب کو فرمایا کہ خطوط کے ذریعہ محبت بڑھانا اِن سے سیکھیں۔ اُس وقت مجھے پتہ چلا کہ میرے خطوط کا حضورؓ کے دل پر اتنا اثر تھا۔

اللہ تعالیٰ سے مسلسل تعلق

ایک روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے کسی بات پر فرمایا کہ اولیاء اللہ عام طور پر خلوت کو پسند کرتے ہیں۔ تم اپنے مرزاؑ کو ہی دیکھ لو کہ وہ کس طرح خلوت پسند ہیں۔ بخلاف ان تمام اولیاء اللہ کے ایک نورالدین ہے جو جلوت میں رہتا ہے مگر اس کی تار خدا کے ساتھ ہر وقت لگی رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق

اور مہاراجہ سے مرعوب نہ ہونا

حضرت خلیفہ اوّلؓ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مہاراجہ صاحب جموں کشمیر کشتی میں جھیل ڈل کی سیر کر رہے تھے۔ مہاراجہ کو پوجا کرانے والا پنڈت اور چند اَور افراد بھی ہمراہ تھے۔ عصر کی نماز کا وقت ہونے پر میں نماز پڑھنے لگا۔ پنڈت نے کہا مہاراج آپ نے دیکھا کہ مولوی صاحب نے آپ سے اجازت لئے بغیر نماز پڑھنی شروع کردی ہے۔ مہاراجہ نے بات سنی مگر جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد پنڈت نے پھر یہی بات دہرائی۔ مگر مہاراجہ نے خاموشی اختیار رکھی۔ جب میں نے نماز پڑھ لی تو مہاراجہ نے مجھے مخاطب کرکے کہا کہ مولبی جی! (یعنی مولوی جی! وہ مولبی تحقیر سے نہیں کہتا تھا، بلکہ اس کی طرز تکلم ایسی ہی تھی) کیا آپ نے سنا کہ اس پنڈت نے کیا کہا؟۔ میں نے کہا کہ میں نے تو نہیں سنا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد مجھ سے پوچھا اور تیسری بار بھی پوچھا، میں نے ہر بار یہی جواب دیا۔ ...... پھر پنڈت کی طرف غصہ سے دیکھ کر ایک خاص قسم کی گالی نکال کر جس کی عادت تھی کہا کہ یہ نہیں جانتا کہ آپ ہم سے ڈرنے والے نہیں۔ اگر آپ ڈرنے والے ہوتے تو پہلے اجازت مانگتے پھر نماز پڑھتے۔ مگر آپ نے تو خدا کی نماز پڑھنی تھی، اس لئے آپ کو خدا کا ڈر تھا ہمارا نہیں۔

قبولیت دعا

❁......ایک روز حضورؓ نے فرمایا کہ ایک احمدی فوجی انڈین آفیسر ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضور دعا فرمائیں کہ میں لڑائی میں بھی نہ جاؤں اور مجھے تمغہ بھی مل جائے۔ میں نے کہا ہمیں تو آپ کے قواعد کا علم نہیں، معلوم نہیں تمغہ کس طرح ملا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میڈل اسے ملتا ہے جو لڑائی میں جائے۔ میں نے کہا کہ پھر آپ کو بغیر لڑائی میں جانے کے کیونکر مل سکتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ حضور دعا فرمائیں۔ ہم نے کہا اچھا ہم دعا کریں گے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ آئے اور بتلایا کہ حضور کی دعا سے مجھے تمغہ مل گیا ہے۔ اور دریافت کرنے پر بتلایا کہ میں Base میں تھا کہ میرے نام حکم پہنچا کہ لڑائی کے میدان میں پہنچو۔ میں ڈرا مگر چل پڑا۔ ابھی تھوڑی دُور ہی گیا تھا مگر وہ حد پار کر چکا تھا جس کے عبور کرنے پر ایک فوجی افسر تمغہ کا حقدار متصوّر ہوتا ہے کہ پھر حکم ملا کہ واپس چلے آؤ۔ صلح ہوگئی ہے اور لڑائی بند ہے۔ اس طرح حضور کی دعا سے میں لڑائی پر بھی نہیں گیا اور مجھے تمغہ بھی مل گیا۔

❁...... حضرت شیخ صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنی جوانی اور بچپن میں بہت دبلا پتلا تھا۔ جب میں ڈلہوزی سے استعفیٰ دے کر آیا اور حضرت خلیفہ اوّلؓ سے پھر ملازمت کرنے کی اجازت چاہی تو آپؓ نے فرمایا کہ تم نے انبالہ سے کیوں تبدیلی کرائی تھی۔ عرض کیا کہ وہ نوکری پنشن والی نہ تھی، تو فرمایا کہ تم کو کیا علم ہے کہ تمہاری عمر اتنی لمبی ہوگی کہ تم پنشن پاؤ گے؟......

حضرت شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ حضور نے میری اس خواہش کا خیال رکھتے ہوئے جہاں میری ملازمت وغیرہ کے لئے دعا کی ہوگی وہاں میری عمر اور پنشن کے لئے بھی دعا کی ہوگی۔ کیونکہ میرے وہم میں بھی نہ آتا تھا کہ میں اتنی لمبی عمر پاؤں گا یعنی چوراسی سال اور مَیں قریباً تینتیس (33) سال سے پنشن پا رہا ہوں۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خلیفہ اوّلؓ نماز عصر سے نماز مغرب تک تنہائی میں درود شریف پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جمعہ کے روز نماز عصر میں ایک خاص گھڑی دعا کی قبولیت کی آتی ہے۔

ایک روز مَیں حضورؓ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھا کہ آپؓ ایک ہلکے گلابی رنگ کے پھول کو کبھی بوسہ دیتے ہیں اور پھر اسے اپنی آنکھ پر رکھ لیتے ہیں اور بار بار ایسا کرتے ہیں۔ کچھ دیر بعد فرمایا کہ مجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آرہی تھی۔ حضورؐ کے رخسار مبارک بھی ایسے ہی گلابی رنگ کے تھے۔

بائبل کی تعظیم

مکرم شیخ محمد تیمور صاحب (ایم اے) حضرت خلیفہ اوّلؓ کے ہاں رہتے تھے اور آپؓ اُن سے بڑے پیار اور محبت سے پیش آتے تھے۔ انہوں نے ایک دن کوئی کتاب آپؓ کے مکان میں ایک طاق میں کتابوں کے اوپر رکھ دی۔ حضرت کی نظر پڑ گئی۔ چونکہ وہ کتاب بائبل کے اوپر رکھی گئی تھی، فرمایا کہ توراۃ اگرچہ محرف و مبدّل ہے مگر پھر بھی خدا کی کتاب ہے۔ اس کا ادب کرنا چاہئے۔ اور اس کے اوپر کوئی معمولی کتاب نہیں رکھنی چاہئے۔

تکلّفات سے نفرت

ایک دفعہ مطب میں سے آپؓ جانے لگے تو ہم سب اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ اور آپؓ کی واپسی پر پھر کھڑے ہوگئے۔ فرمایا کہ میں تمہارے اٹھنے بیٹھنے پر خوش نہیں ہوتا۔ گویا حضور اسے ایک رسمی عزت سمجھتے تھے، اس لئے ایسی عزت افزائی کو کچھ خیال میں نہ لاتے تھے۔

اَلْحُبُّ وَ الْبُغْضُ لِلّٰہ

راولپنڈی سے آمدہ ایک احمدی دوست سے حضرت خلیفہ اوّلؓ نے کمال مہربانی سے خاکسار کا حال پوچھا تو اُن صاحب نے اپنی خاص طرز سے جس میں مذاق کا رنگ زیادہ ہوتا تھا عرض کیا کہ فضل احمد تو کوئی راجہ اترا ہوا ہے، اس کے مکان پر بڑے کھانے تیار ہوتے رہتے ہیں۔ حضورؓ نے فرمایا کہ اگر ان کے پاس اتنا روپیہ ہے تو وہ ہمیں کیوں نہیں بھیج دیتے تا کہ غرباء پر خرچ کیا جائے۔ واپس آکر ان صاحب نے یہ واقعہ سنایا تو مجھے بہت رنج ہوا۔ میں نے خیال کیا کہ مَیں دعاؤں سے محروم ہوگیا ہوں اور حضور مجھ پر ناراض ہیں۔ اُن صاحب سے بھی کہا کہ اُنہیں یوں کہنے کی کیا ضرورت تھی ...... کچھ عرصہ کے بعد میں قادیان گیا تو حضورؓ کو اپنے مکان کے صحن میں کھڑا پایا۔ السلام علیکم عرض کیا تو فرمایا کہ ہم آپ پر خوش ہیں مگر قدرے ناراض بھی۔ عرض کیا کہ خوشی تو خوشی ہی ہے۔ میں حضورؓ کی ناراضگی کو بھی اس رنگ میں دیکھتا ہوں کہ آخر حضور مجھے اپنا خادم ہی سمجھتے ہیں جبھی تو ناراضگی کا ذکر فرماتے ہیں۔ اگر یہ خادم غیر ہوتا تو حضورؓ ناراض نہ ہوتے۔ اس پر حضور بڑے خوش ہوئے اور پیدا شدہ ناراضگی کی بات آئی گئی ہوگئی۔

خدام کی دلداری

حضرت شیخ صاحبؓ فرماتے ہیں کہ غالباً 1905ء میں خاکسار قادیان آیا۔ میرے پاس زیادہ روپیہ نہ تھا، میں نے چند پیسوں کے کیلے بٹالہ سے خریدے۔ مگر یہ کیلے تازہ نہ تھے۔ بلکہ سیاہ رنگ کے ہو چکے تھے اور تھے بھی چھوٹے چھوٹے۔ وہی لے کر شرمندہ شرمندہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے حضور پہنچا۔ جب یہ پیش کئے اور دل ہی دل میں خوفزدہ ہو رہا تھا کہ حضور شاید ناپسند کریں گے۔ مگر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی کہ حضرت نے خوشی سے لے کر کھانے شروع کر دیئے۔ اور ایک یا دو میرے سامنے کھائے اور باقی اپنے پاس رکھ لئے۔

تعبیر رؤیا

ایک دفعہ میں نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی خدمت میں اپنی یا اپنی اور زوجہ اوّل کی خواب لکھی۔ جس میں یہ ذکر تھا کہ وہ حج کرکے آئی ہیں اور اپنی خواب میں بیت الخلاء کا ذکر کیا۔ جواب میں آپ نے رقم فرمایا: آپ کی بی بی انشاءاللہ تعالیٰ کسی اپنے مطلب میں کامیاب ہوگئی ہے، یا کامیاب ہو جائے گی۔ آپ کے متعلق بھی کامیابی کی امید ہے۔ مگر بیت الخلاء سے لگتا ہے کہ کچھ آپ کا خرچ ہوجائے گا۔

1911ء میں اس کی تعبیر اُس وقت ظاہر ہوئی جب میں کامیاب ہوکر کیمل کور میں ملازم ہوا اور جلد ہی وہاں ہیڈ کلرک ہوگیا۔

النّصح لِلّٰہ

ایک دفعہ میری درخواست پر تحریر فرمایا: ''میں نے آپ کا اخلاص بھرا رقعہ پڑھا۔ قرآن میں لکھا ہے:

وَاْتُوْا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا۔

ہر ایک کام کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور اس ذریعہ سے وہ کام بابرکت ہوتا ہے۔ میری سمجھ میں ایسا آتا ہے کہ آپ اس آیت کو نہیں سمجھے۔ سمجھ (دینا) اصل میں اللہ تعالیٰ کا ہی کام ہے۔ ...... اللہ تعالیٰ سمجھ دیدے گا۔''

قرآن مجید سے عشق

حضرت خلیفہ اوّلؓ گھوڑے سے گرنے کے بعد ایک شام حفّاظ سے قرآن کریم سن رہے تھے۔ حافظ قاضی عبدالرحمٰن صاحب نے سورہ محمدؐ سنائی۔ فرمایا کہ عام طور پر حفّاظ یہ سورت نہیں پڑھا کرتے کیونکہ اس میں ترنّم کم ہوتا ہے۔ غالباً اسی شام حافظ محمود اللہ شاہ صاحب اور حافظ عزیز اللہ شاہ صاحبؓ نے قرآن سنایا تو فرمایا کہ مجھے تمہارے ماں باپ پر رشک آتا ہے کہ کیسی نیک اولاد اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے۔

علم قرآن کا عطا ہونا

ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے قرآن کریم کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا روم (یعنی مولانا جلال الدین رومیؒ) کو قرآن کریم کے سات بطن سمجھائے تھے۔ مگر میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتا ہوں کہ میرے مولا نے مجھے بڑا آدمی بلکہ بہت بڑا آدمی بنایا ہے۔ اور مجھے قرآن کریم کا بڑا علم عطا کیا ہے۔

مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُن سے بڑھ کر مجھے علمِ قرآن عطا کیا ہے۔

تلقین صبر و رضا بالقضاء

❁......ایک بار درس میں حضورؓ نے فارسی اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ پہلے تو اس نے میرا مٹکا توڑ دیا اور میرا سرکہ جو اس میں تھا گرا دیا۔ مگر میں نے کوئی گلہ نہ کیا کہ کیوں میرا نقصان کردیا۔ اس کے بعد ایک صد مٹکے عمدہ سرکہ کے مجھے صبر کے بدلے میں دیئے اور مجھے خوش کردیا۔ اس سے حضور نے سمجھایا کہ صبر کرنے والوں کو صبر سے بڑا انعام ملتا ہے۔

❁......ایک دفعہ حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ سے ایک شخص نے اپنی پریشانی کا ذکر کیا تو حضورؓ نے ایک فارسی شعر پڑھا اور فرمایا کہ جو خوش نویس ہوتا ہے وہ معمولی

قلم سے بھی کچھ لکھے تو دوسروں کی نسبت سے اچھا لکھ لیتا ہے۔ برا لکھ ہی نہیں سکتا۔

(یعنی مالک تقدیر جو کچھ بھی کسی کی تقدیر میں لکھے گا وہ اُس کے لئے اچھا ہی ہوگا)۔

وقارِ عمل

مسجد اقصیٰ کی توسیع خلافت اولیٰ میں ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ خود نیچے اترے اور ٹوکری مٹی کی بھری ہوئی اٹھانے لگے۔ اس پر احمدی احباب نے جلد ہی وہ جگہ صاف کردی۔ مٹّی باہر نکلوائی گئی اور تعمیر کا کام شروع ہوگیا۔

فیّاضی اور غریب پروری

❁......ایک روز میاں عبدالوہاب صاحب حضرت کے پاس آئے اور پیسے مانگے۔ آپؓ اُس وقت کسی کتاب کا مطالعہ کررہے تھے۔ آپؓ خاموش رہے۔ پاس ہی ایک زمیندار بھائی بیٹھے تھے۔ وہ اپنے پاس سے کچھ دینے لگے تو آپؓ نے انہیں منع فرمادیا۔ انہوں نے اصرار کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ اس طرح بچوں کے اخلاق خراب ہوجاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے والد کے پاس جو لوگ بیٹھے ہیں وہ ہمیں کچھ نہ کچھ دیں گے۔ تھوڑی دیر تک آپؓ نے اپنے بچے کو کچھ نہ دیا اور وہ خاموش کھڑے رہے۔ اس وقت اُن کی عمر غالباً تین چار سال ہوگی۔ مگر تھوڑی دیر میں ایک یتیم بچہ آیا اور اس نے شاید رضائی بنوانے کے لئے حضورؓ سے پندرہ بیس روپے کا مطالبہ کیا جو آپؓ نے فوراً پورا کردیا۔

❁......ایک دن مَیں حضورؓ کی خدمت میں حاضر تھا۔ وہاں ایک نوجوان لڑکا جو بہت غریب تھا بیٹھا تھا۔ اتنے میں بعض احمدی معزز زمیندار آئے۔ اور اس غریب لڑکے کے متعلق سفارش کے طور پر عرض کیا کہ یہ واقعی غریب ہے۔ حضورؓ خاموش رہے۔ جب ان افراد نے دوبارہ یہی بات کہی تو آپؓ نے حضرت حکیم صوفی غلام محمد صاحبؓ امرتسری کو ارشاد فرمایا کہ وہ بتلائیں کہ ہم اس نوجوان کے لئے کیا کررہے ہیں۔

صوفی صاحب نے بتایا کہ حضورؓ نے اس لڑکے کے لئے پہلے اٹھارہ یا بیس روپے کی فلاں دوائی لاہور سے منگوائی جو موافق نہ آئی۔ پھر آپؓ نے فلاں دوائی منگوائی جس پر اتنے روپے خرچ ہوئے۔ پھر اس کے لئے پرہیزی کھانے کا انتظام کیا ہوا ہے۔ اور اسے علیحدہ مکان دیا ہوا ہے اور اس پر بہت سا خرچ اب تک کیا ہے۔ حضورؓ نے ان زمیندار بھائیوں سے کہا کہ اگر ہمیں الٰہی خوف یا فرمایا کہ اگر الٰہی محبت نہ ہوتی تو کس طرح ہم اتنا خرچ اس پر کرتے۔ یہ بیچارہ تو بالکل نادار ہے۔

تمام حاضرین حضور کی فیاضی پر متعجب ہوئے۔

جاذبیت

غالباً ملتان سے حضورؓ کے ایک غیر احمدی دوست علاج کے لئے آپؓ کے پاس آئے۔ آپؓ نے بڑی محبت اور محنت سے ان کا علاج کیا۔ شفایاب ہوکر انہوں نے بعض داڑھی منڈے نوجوانوں پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ ایسے لڑکوں کو تنبیہ کرنی چاہئے۔ حضورؓ نے فرمایا: آپ بھی عالم ہیں۔ آپ کا بھی حق ہے کہ نصیحت کریں۔ چنانچہ انہوں نے مسجد اقصیٰ میں غالباً صوبہ سرحد کے ایک نوجوان کو کچھ تنبیہ کی تو وہ نوجوان غصہ سے کہنے لگا کہ ہم کو تو صرف حضور کا ڈر ہے ورنہ تمہیں اٹھا کر مسجد سے باہر پھینک دیتے۔

اُن صاحب نے جب حضورؓ کی خدمت میں یہ بات سنائی تو حضورؓ نے فرمایا کہ یہ جنّ ہمارے ہی قابو میں ہیں۔ مراد یہ تھی کہ آپ لوگوں کی نصیحت پر یہ بے قابو ہوجاتے ہیں، ہمارے کہنے پر عمل کرتے ہیں۔

غرباء کے السّابقون بالایمان ہونے کی حکمت

ایک روز حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے فرمایا کہ اگر انگلستان کا بادشاہ احمدی ہوجائے اور اس کے دل میں جوش پیدا ہو کہ میں اپنے مرشد و آقا کی زیارت کے لئے قادیان جاؤں اور وہ اپنے وزیر اعظم کو حکم دے کہ ہم قادیان جائیں گے، ہمارے لئے جہاز تیار کیا جائے۔ تو وزیر اعظم بھی فوراً کہے گا کہ مجھے بھی اجازت ہو کہ آپ کے ہمراہ جاؤں۔ تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ جہازوں کا ایک قافلہ قادیان آنے کے لئے تیار ہوجائے گا اور وہ آخر کار جہازوں سے اتر کر سپیشل ٹرینوں میں بٹالہ آئے گا۔...... پھر جب قادیان پہنچ کر وہ بادشاہ حضرتؑ کے حضور حاضر ہوتا ہے، بے شمار تحفے تحائف حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور کچھ روز رہ کر واپس ولایت چلا جاتا ہے۔ تو وہاں جاکر اسے خیال آتا ہے کہ میں نے حضرت صاحب کو کیا کچھ دیا، بے شمار تحفے تحائف۔ اور انہوں نے مجھے کیا دیا، کچھ نہیں۔ میں جیسا پہلے بادشاہ تھا، ویسا ہی اب بادشاہ ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے دل میں وہ عزت و عظمت نہ رہے گی اور ایک منافقانہ کیفیت دل کی ہوجائے گی۔

دوسری طرف یہ معاملہ ہے کہ ایک غریب شخص حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر ایمان لاتا ہے اور بیعت کرتا ہے، حضور کی دعاؤں کی برکت سے اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے پر پہنچتا ہے تو وہ حضور کے احسان کو دیکھ کر قربان ہوجاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں غریب اور نادار تھا، حضور کی غلامی سے کیا سے کیا بن گیا۔ اور وہ اخلاص میں ترقی کرجاتا ہے۔

پھر حضورؓ نے فرمایا کہ یہ حکمت الٰہی ہے جو بڑے بڑے لوگ سابقون میں نہیں آتے، غرباء ہی آتے ہیں۔ اگر پہلے بادشاہ آئیں تو منافق بن جائیں گے۔ مگر غرباء ایمان لاکر بادشاہ بن جاتے ہیں اور ایمان میں ترقی بھی کرجاتے ہیں۔

حِسَابًا یَسِیْرًا کی لطیف تفسیر

ایک روز حکیم غلام محمد صاحبؓ امرتسری نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو حِسَابًا یَسِیْرًا آتا ہے، بتائیں وہ کس طرح ہوگا؟

حضورؓ نے فرمایا: اچھا۔

کچھ دن گزر گئے۔ اس اثناء میں جو رقم حضور کے پاس نذرانہ وغیرہ کی آئی، آپ حکیم صاحب موصوف کو اپنے پاس رکھنے کی ہدایت کرتے، اور جو جو خرچ ہوتا انہی سے کراتے۔ ایک دن حضور نے ان سے کہا کہ اس رقم کا حساب لکھ کر لائیں۔

چونکہ موصوف کو یہ خیال بھی نہ تھا اس لئے بہت گھبرائے۔ محض یادداشت کی بِنا پر کچھ لکھا، کچھ یاد نہ آیا۔ آپؓ بار بار حساب طلب فرماتے۔ آخر وہی جو تھوڑا بہت لکھا تھا ڈرتے ڈرتے لے گئے۔ تو حضورؓ نے دیکھ کر پوچھا کہ حساب میں فلاں فلاں آمد اور فلاں خرچ درج نہیں۔ تو حکیم صاحب کی گھبراہٹ کی کوئی حد نہ رہی۔ یہ حال دیکھ کر حضورؓ نے فرمایا کہ مولوی صاحب! ہم جانتے ہیں کہ آپ دیانتدار ہیں، آپ نے خیانت نہیں کی، جاؤ حساب ٹھیک ہے۔ پھر فرمایا آپ حِسَابًا یَسِیْرًا کی تفسیر پوچھتے تھے، اسی طرح قیامت میں بھی ہوگا۔

تب مولوی صاحب کی جان میں جان آئی۔

حضورؓ کا غیر معمولی اعتماد

حضرت شیخ فضل احمد صاحبؓ بٹالوی تحریر فرماتے ہیں کہ جولائی تا ستمبر 1913ء کے دوران کوہ مری میں میرا قیام رہا اور مَیں سیکرٹری جماعت بھی تھا۔ انہی ایام میں مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب وغیرہ بھی وہاں مقیم تھے۔ مولوی محمد علی صاحب چاہتے تھے کہ مجھے اپنا ہم خیال بنالیں۔ مگر چونکہ مجھے حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ سے بھی بڑی محبت تھی اس لئے کبھی کبھی جوش کے ساتھ میری زبان سے ایسے الفاظ نکل جاتے تھے جن سے حضورؓ کی محبت کا پتہ مولوی صاحب کو بھی لگ جاتا تھا۔

انہی ایام میں کانپور کی ایک مسجد کا قضیہ شروع ہوا۔ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ نے مجھے ان دنوں کئی خطوط لکھے، جن میں سے ایک میں لکھا کہ:

’’مکرم منشی صاحب! السلام علیکم۔ اس اخبار (الفضل) میں جو لیڈر درج ہے اسے غور سے پڑھیں اور اسے لوگوں کو سنادیں۔ خواہ کوئی سنے یا نہ سنے۔ یہ مضمون اصل میں حضرت خلیفۃ المسیحؑ کا لکھوایا ہوا ہے۔ مگر آپ نے فرمایا اپنی طرف سے لکھو، اس میں کچھ حکمت ہے۔ اور فرمایا کہ خوب زور سے لکھو، ڈرنا نہیں، مخالفت ہوگی مگر حق کی مخالفت ہوا ہی کرتی ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا محمود احمد‘‘۔ (غالباً اگست یا ستمبر 1913ء کی تاریخ درج تھی)

مولوی محمد علی صاحب ان دنوں بڑے جوش میں تھے اور ’’پیغام صلح‘‘ میں کانپور سے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کے مضامین کے خلاف لکھا کرتے تھے۔ لیکن جیسا کہ مذکورہ بالا خط سے ظاہر ہے کہ گویا دراصل حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ہی مخالفت ہوا کرتی تھی۔

ستمبر 1913ء میں خاکسار راولپنڈی آ گیا۔ ان دنوں انصاراللہ کے ٹریکٹ شائع ہوا کرتے تھے۔ میرا نام بھی ان میں شائع ہوتا تھا۔ حالانکہ میں نے خود اپنا نام نہیں لکھوایا تھا۔ مجھے حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ نے بتلایا کہ ’’جب ٹریکٹ لکھے جانے لگے تو میں نے اور حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ نے آپ کا نام لے کر حضرت خلیفہ اوّلؓ سے پوچھا کہ اُن کی تحریر تو کوئی نہیں آئی، نام لکھا جائے یا نہ۔ تو حضورؓ نے فرمایا کہ اُن کا نام شائع کرادیں، اُن سے پوچھنے کی ضرورت نہیں‘‘۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؓ کو خاکسار پر بڑا اعتماد تھا۔ الحمدللہ۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو انصاراللہ کے ان ٹریکٹوں سے بڑی نفرت تھی اس لئے انہوں نے مجھ سے بعض باتیں بیان کیں تا کہ میرے ایمان کو متزلزل کیا جائے۔ لیکن مَیں نے اُن کے تمام اعتراضات حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ کی خدمت میں لکھ کر جواب کے لئے عرض کیا۔ تو آپؓ نے جواب میں ایک مفصّل خط تحریر فرمایا۔

ان ایام میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے بھی مجھے بڑی محبت تھی اور راولپنڈی کے دوستوں میں ہمیں یک جان دو قالب سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ لیکن جب حضرت میاں صاحبؓ کا جوابی خط مَیں نے اُن کو سنایا تو انہوں نے گھبرا کر کہا کہ بابو صاحب! آپ نے ایک عظیم الشان آدمی (یعنی حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ) کا دل دکھادیا ہے۔

مَیں نے کہا کہ مجھے تو اپنے ایمان سے غرض ہے اور جو اس کو بچائے اور اس میں ترقی کا موجب ہو وہ مجھے پیارا ہے۔ اور چونکہ آپ بھی میرے محبوب ہیں اور مرزا محمود احمد صاحبؓ بھی۔ مگر آپ دونوں میں اختلاف ہے اس لئے مَیں دو کشتیوں میں پاؤں نہیں رکھ سکتا۔ آج سے مَیں آپ کو مرزا محمود احمد صاحبؓ پر قربان کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر مَیں بائیسکل پر سوار ہوکر چلا گیا۔

......❁......❁......❁......

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13 مئی 2010ء میں مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک نظم بعنوان ’’بیٹی کی رخصتی پر باپ کا پیغام‘‘ شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

سرور و راحت خاطر ترا خدا حافظ
دیار نو کی مسافر تیرا خدا حافظ
بجا کہ میں نے ہی دی رخصت سفر تجھ کو
کریں گے یاد میرے گھر کے بام و در تجھ کو
ہجوم لالہ و گُل میں بہار بن کے رہو
قرار و صبر دل بے قرار بن کے رہو
نظر نظر میں محبت تری سما جائے
نئے چمن کی ہوا تجھ کو راس آ جائے
جبینِ شوق ہمیشہ رہے سجود آثار
ہوں تیرے گھر کے شب و روز مہبطِ انوار
تجھے سفر کی نئی منزلوں پہ گام بہ گام
خلوص دل سے پرانی محبتوں کا سلام
مثالِ نکہت گل موجہ صبا میں رہو
جہاں جہاں بھی رہو سایۂ خُدا میں رہو

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14مئی 2010ء میں محترم چودھری شبیر احمد صاحب کی ایک نظم ’’وارداتِ قلبی‘‘ کے عنوان سے شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

گاہے گاہے دل نادان مچل جاتا ہے
لاکھ روکوں پہ وہ ہاتھوں سے نکل جاتا ہے
نیم جاں دیکھ کے کہتے ہیں سرِ بزمِ رقیب
آج جاتا ہے یہ بیمار کہ کل جاتا ہے
تیری یادوں سے ہے رونق میری تنہائی میں
وقت آئے بھی جو مشکل کا تو ٹل جاتا ہے
تنگ آ جاتا ہوں میں ہجر سے گاہے لیکن
کر گزرنے کا خیال آ کے بدل جاتا ہے
گرچہ محروم ہے دل لذتِ دیدار سے اب
ایم ٹی اے دیکھ کے وہ کچھ تو بہل جاتا ہے
غم دیا آپ نے تو صبر کی تلقین بھی کی
یاد آتی ہے نصیحت تو سنبھل جاتا ہے
اپنے آقا کی نوازش پہ ہے نازاں شبیر
جس کا ہر لطف مرے شعر میں ڈھل جاتا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
August 9, 2013 – August 15, 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday August 9, 2013

00:05	World News
00:30	Seerat-un-Nabi
01:00	Darsul Quran: Recorded on February 11, 1996.
02:35	Dars-e-Hadith
03:05	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
04:00	Beacon Of Truth: An interactive English talk show series exploring various matters relating to Islam.
05:10	Dars-e-Hadith
05:30	Seerat-un-Nabi
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:15	Yassarnal Quran
07:30	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
09:05	Indonesian Service
10:05	Darsul Quran: Recorded on February 2, 1997.
12:00	Live Friday Sermon
13:20	Noor-e-Mustafwi: A discussion about different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
13:45	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
14:05	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
14:25	Bengali Service
15:25	Eid Show: Atfal-ul-Ahmadiyya present a special Eid show on the occasion of Eid-ul-Fitar.
15:40	Eid Milan: An exciting and colourful Eid event organised by Maryam Siddiqa High School Rabwah.
16:20	Friday Sermon [R]
17:40	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
18:40	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
19:45	Deeni-o-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
20:20	Eid Milan
21:00	Friday Sermon [R]
22:05	Darsul Quran [R]
23:50	Tilawat: Recitation of the Holy Quran

Saturday August 10, 2013

00:55	World News
01:25	Darsul Quran: Recorded on February 2, 1997.
03:15	Friday Sermon: Recorded on August 9, 2013.
04:25	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
05:25	Deeni-o-Fiqahi Masail
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
06:20	Eid in Qadian: An Eid-ul-Fitr programme
06:55	Story Time: Eid special edition, An Islamic based story time program for children.
07:35	Eid For Everyone: An Eid special programme for children
08:00	Live Eid Proceedings Including Eid Sermon by Huzoor
14:05	Bangla Shomprochar: A special edition for Eid-ul-Fitr
15:10	Eid For Everyone
15:30	Eid Milan
16:10	Eid in Qadian
16:50	Story Time
17:30	Eid-ul-Fitr Special: A special Eid-ul-Fitr Moshaa'irah for children
18:00	World News
18:25	Eid Sermon [R]
19:45	Eid For Everyone
20:05	Eid-ul-Fitr Special
20:30	International Jama'at News
21:05	Eid In Qadian
21:40	Eid Milan
22:10	Story Time
22:45	Friday Sermon: Recorded on August 9, 2013

Sunday August 11, 2013

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Eid-ul-Fitr Special
01:10	Eid Show: A special Eid show presented by Atfal-ul-Ahmadiyya Pakistan for children on the occasion of Eid-ul-Fitr.
01:25	Eid Sermon: Recorded on August 10, 2012
02:40	Story Time
03:20	Friday Sermon: Recorded on August 9, 2013
04:35	Eid Milan
05:20	Eid Show
05:40	Eid-ul-Fitr Special
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
06:10	Yassarnal Quran
06:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on March 5, 2011.
07:45	Eid Special
08:25	Faith Matters
09:20	Question And Answer Session: Part 1, recorded on May 24, 1997.
10:25	Indonesian Service
11:25	Friday Sermon: Spanish translation of the Friday sermon delivered on August 24, 2012.
12:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:50	Yassarnal Quran
13:05	Friday Sermon: Recorded on August 9, 2013
14:10	Bengali Service: A discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jamaat.
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
16:25	Eid Special
17:00	Kids Time
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:35	Discover Alaska: Part 8 of a documentary which takes us on a journey to Alaska, the largest American state.
21:10	Houses of Parliament: Various speeches delivered at the Houses of Parliament.
21:40	Eid Special
22:20	Friday Sermon [R]
23:20	Question And Answer Session [R]

Monday August 12, 2013

00:30	World News
00:50	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
01:00	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on March 5, 2011.
02:35	Eid Special
03:15	Friday Sermon: Recorded on August 9, 2013
04:20	Discover Alaska
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 244
06:00	Tilawat & Dars
06:30	Al-Tarteel
07:00	Huzoor's Reception By Lord Provost: A reception held by Lord Provost of Glasgow in honour of Huzoor.
08:00	International Jama'at News
08:35	Husn-e-Biyan
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on August 10, 1998.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of the Friday sermon on May 24, 2013.
11:10	Tamil Service
11:55	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
12:05	Insight
12:30	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on October 19, 2007.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Tamil Service
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Maood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Huzoor's Reception By Lord Provost [R]
19:25	Real Talk
20:30	Rah-e-Huda
22:05	Friday Sermon [R]
22:55	Tamil Service
23:30	Seerat Hazrat Masih-e-Maood

Tuesday August 13, 2013

00:00	World News
00:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
00:30	Insight
00:55	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Reception By Lord Provost
02:35	Kids Time
03:10	Friday Sermon
04:00	Tamil Service
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 245
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on February 10, 2013
08:00	Insight
08:30	A Trip To Dorrigo
09:00	Question And Answer Session: Part 2, recorded on May 24, 1997.
10:15	Indonesian Service
11:15	Friday Sermon: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on August 9, 2013.
12:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Spanish Service
16:00	Noor-e-Mustafwi
16:25	Seerat-un-Nabi
17:00	Ilmul Abdaan
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of the Friday sermon delivered on August 9, 2013.
20:30	Insight
21:00	Noor-e-Mustafwi
21:15	A Trip To Dorrigo
21:45	Ilmul Abdaan
22:15	Seerat-un-Nabi
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday August 14, 2013

00:20	World News
00:35	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Quran
01:30	Jalsa Salana Germany Address
02:30	A Trip To Dorrigo
03:00	Noor-e-Mustafwi
03:15	Ilmul Abdaan
04:00	Seerat-un-Nabi
04:45	Liqa Maal Arab: Session no. 246
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
06:10	Al-Tarteel
06:40	Jalsa Salana Canada Address: Recorded on May 19, 2013
07:40	Real Talk
08:45	Question And Answer Session: Part 1, recorded on November 28, 1998.
10:05	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on September 21, 2007.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:45	Kids Time
16:30	Faith Matters
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:30	Jalsa Salana Canada Address [R]
19:30	Real Talk
20:35	Deeni-o-Fiqahi Masail
21:15	Kids Time
22:00	Friday Sermon [R]
22:50	Intikhab-e-Sukhan

Thursday August 15, 2013

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana Canada Address
02:25	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:05	Quranic Archaeology
03:55	Faith Matters
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 247
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Quran
06:55	Peace Conference 2010: Recorded on March 20, 2010.
08:10	Beacon Of Truth
09:15	Tarjamatul Quran Class: Recorded on November 19, 1996.
10:15	Indonesian Service
11:15	Pushto Muzakarah
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Beacon Of Truth
14:05	Friday Sermon: Bengali translation of the Friday sermon delivered on August 9, 2013.
15:10	Kasre Saleeb
15:50	Persian Service
16:30	Tarjamatul Quran Class [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:25	Peace Conference 2010 [R]
19:40	Faith Matters
20:40	Islami Mahino Ka Taaruf
21:00	Tarjamatul Quran Class [R]
22:00	Kasre Saleeb
22:45	Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 02 August , 2013 | Issue No. 31

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2013ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر96)

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

فانیوں کی جاہ و حشمت پر بلا آوے ہزار
سلطنت تیری ہے جو رہتی ہے دائم برقرار
عزت و ذلّت یہ تیرے حکم پر موقوف ہیں
تیرے فرماں سے خزاں آتی ہے اور بادِ بہار
میرے جیسے کو جہاں میں تو نے روشن کر دیا
کون جانے اے مرے مالک ترے بھیدوں کی سار
تیرے اے میرے مربی کیا عجائب کام ہیں
گرچہ بھاگیں جبر سے دیتا ہے قسمت کے ثمار

(درثمین،صفحہ:126)

....

قارئین الفضل کے لئے Persecution Report بابت ماہ اپریل ومئی 2013ء سے چندواقعات کا خلاصہ درج ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پیارے آقا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کے لئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

....

اپریل2013ء

چک نمبر 133پ۔ضلع رحیم یار خان،16اپریل: احمدی خاتون مکرمہ سیماں بی بی صاحبہ کی وفات پر مقامی احمدیوں نے شام پانچ بجے نماز جنازہ ادا کی جبکہ چند غیر احمدی رشتہ داروں نے بھی الگ سے نماز جنازہ ادا کی اور رشتہ داروں کی موجودگی میں باہمی رضامندی سے گاؤں کے مشترکہ قبرستان میں اس احمدی خاتون کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ مگر اگلی صبح صدر صاحب کو گاؤں والوں نے فون پر اطلاع کی کہ ایک باہر کا مولوی گاؤں میں تدفین کے موضوع پر فتنہ پھیلا رہا ہے اور ہم نے اس کو خاموش کر دیا۔

لیکن یہ گاؤں والوں کی سادگی تھی کہ وہ مولوی کو قابل علاج تصور کرتے رہے جبکہ اسلامی جمہوریہ میں یہ پیرتسمہ پا، جونحوستوں کے مہلک ترین جراثیم کا حامل اور آماجگاہ ہے، مفاد پرستوں کی گود میں بیٹھ کر متعدی بن چکا ہے۔ یہاں مولوی پولیس والوں کے پاس گیا کیونکہ پولیس مولوی کی غلامی کا طوق پہن چکی ہے۔ اگلے دن پولیس والے گاؤں میں آئے اور متوفیہ کے رشتہ داروں کو بلا کر حکم دیا کہ امن و امان کی صورت حال کو خرابی سے بچانے کے لئے تم لوگ خود قبرکشائی کرو۔ احمدیوں کو حکم ملا کہ شام کو تھانے حاضر ہوں۔ مولوی کی منہ زوری ملاحظہ ہو کہ شام کے وقت تھانے میں ڈی سی او، ڈی پی او اور ایس پی سمیت سب لوگ موجود تھے اور تمام ضلعی انتظامیہ اپنی بے بسی کا رونا رو کر احمدیوں پر دباؤ ڈالنے لگی کہ تم خود ہی قبر کھود کر نعش کسی اور جگہ منتقل کر دو ورنہ مولوی بہت زیادہ بدامنی پھیلانے والے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ قانون وانتظام کے رکھوالوں کی پستی ملاحظہ ہو کہ احمدیوں کو دھمکیاں دیتے ہوئے لاہور کی جوزف کالونی کے سانحہ کا بھی حوالہ دیا گیا۔ حالانکہ جوزف کالونی کا انسانیت سوز واقعہ ملکی تاریخ کا کوئی منفرد سانحہ نہیں بلکہ اسلامی جمہوریہ میں منبر و محراب کے غلط استعمال کے عواقب کی ایک جھلک تھی۔

تب احمدیوں نے حکام کو یاد کروایا کہ آپ کا تو فرض ہے کہ امن وامان قائم رکھیں اور کمزوروں کو حفاظت فراہم کریں نہ کہ کسی بدطینت کے آگے گھٹنے ٹیک کر مظلوموں پر ناواجب سختی کریں نیز گاؤں والوں نے کہا کہ تدفین ہماری مرضی اور اجازت سے ہوئی تھی اور اب ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے تو پھر ہم کیوں اردگرد کے کسی مولوی یا شرپسند کے حکم پر اپنے گاؤں میں قبریں اکھیڑتے پھریں۔ یہ سچ سن کر ڈی پی او صاحب طیش میں آ گئے اور جماعت احمدیہ کے خلاف مغلظات بکنے لگے۔

خدا کے قائم کردہ سلسلہ کے خلاف بدزبانی کرنے والوں کے لئے عرض ہے کہ اگلے جہاں کا معاملہ تو تب ہی ظاہر ہوگا لیکن اس دنیا میں ہی مولوی کی غلامی سے بدتر سزا کسی ڈی پی او وغیرہ کے لئے متصور نہیں ہوسکتی ہے۔

قصہ مختصر 18اور 19اپریل کی نصف شب پولیس والے گاؤں میں آئے اور احمدی خاتون کی قبر کھود ڈالی۔ تب قریبی رشتہ داروں اور احمدیوں نے میت کا صندوق شہر رحیم یار خان لے جا کر رات کے چار بجے احمدیہ قبرستان میں منتقل کیا۔

یقیناً یہ رات ضلع بھر کے چوروں، ڈاکوؤں، قانون شکنوں اور ان کے سرپرستوں کے لئے ’’برأت کی رات‘‘ ٹھہری کیونکہ اسلامی جمہوریہ کی پولیس تو ایک اہم دینی فریضہ کی ادائیگی میں مشغول تھی۔ اس رات مولوی نے جرائم پیشہ لوگوں کی کتنی دعائیں سمیٹی ہونگی۔

....

❁...... **چک نمبر 96 گ ب۔ضلع فیصل آباد:** جڑانوالہ شہر اور مضافات میں مخالفین کی سرگرمیوں میں شدت آ چکی ہے۔ ڈاکٹر داؤد ناصر صاحب کا شہر میں روشان میڈیکل سٹور ہے، چند مشکوک لوگ ڈاکٹر صاحب کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور یہی مشکوک لوگ شہر میں دوسرے احمدی ڈاکٹر مکرم اعجاز الحق صاحب کے کلینک کی ریکی کرتے پائے گئے تھے۔ صلائے عام ہے کہ ایک سال میں 99 شہیدوں کے جنازے اٹھانے والے احمدی ان مشکوک سرگرمیوں کس طرح نظر انداز کریں؟؟

یہاں ایک معاند عبدالغفار نے سولہ سالہ احمدی لڑکے عباس کو احمدیت چھوڑنے کی صورت میں بہت زیادہ لالچ دیئے۔ لڑکے کے والدین نے عبدالغفار سے پوچھ گچھ کی تو یہ شرپسند تقریباً 100 غنڈے موالی اکھٹے کر کے پولیس کو لے آیا۔ پولیس نے فوری انصاف کا انتظام کیا اور لڑکے کو غیر احمدی رشتہ داروں کی تحویل میں دے دیا یوں اگلی صبح عباس کے ’’قبول اسلام‘‘ کے اعلانات مساجد کے لاؤڈ سپیکروں سے گونجنے لگے۔ بعدازاں اس لڑکے کے تائب ہونے کے پرمسرت موقع کی مناسبت سے مسجد غوثیہ میں تقریب بھی منعقد کی گئی اور اس یادگار موقع پر ایک سبز پگڑی والے مولوی صاحب جڑانوالہ شہر سے بلوائے گئے جو جماعت احمدیہ کے خلاف لاؤڈ سپیکر پر مغلظات بک کر اپنی آخرت کو بھول کر اپنی جیبیں سنوارتے رہے۔

....

❁...... **ربوہ:** مکرمہ صدف اشرف صاحبہ جو پنجاب کالج میں لیکچرر ہیں، کو قاری زبیر خان درویش مرکزی سیکرٹری اطلاعات تحفظ ختم نبوت پاکستان نے تحریری دھمکی دی ہے۔ یہ دھمکی والا خط جامعہ عثمانیہ ختم نبوت (رجسٹرڈ) واقع مسلم کالونی چناب نگر ربوہ کے دفتری اوراق پر لکھا گیا ہے جس میں اس احمدی معلّمہ پر تبلیغ کرنے پر فرد جرم لگائی گئی ہے اور لکھا ہے کہ اب اگر تم نے تبلیغ بند نہ کی اور کالج نہ چھوڑا تو تم قتل کر دی جاؤ گی۔ اور دین اسلام میں مرتدین اور کافرین کی یہی سزا لکھی ہے، ازروئے شریعت مرتد واجب القتل ہے اور مرتد کو تہہ تیغ کرنے والے کے لئے جنت کی خوشخبری ہے۔

مرتد کی تعیین اور اس پر سزا کا اطلاق تو اختلافی مسئلہ ہے لیکن گونگی شرافت اور منقار زیر پر حکومت سے سوال ہے کہ کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں قتل اور اقدام قتل وغیرہ کی بھی کوئی دفعات ہیں یا نہیں؟؟

....

❁...... **دنیا پور، ضلع لودھراں:** شہر کے مرکزی چوراہے میں آویزاں مندرجہ ذیل جہازی سائز بینر کی تحریر اور الفاظ کا استعمال ملک کی صورت حال کی نقشہ کشی کے لئے کافی ہے۔ لکھا ہے کہ:

’’**اطلاع عام**

تمام اہل اسلام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دی انٹرایکٹو لرننگ سسٹم ماڈل ٹاؤن دنیا پور قادیانیوں (مرزائیوں) کا تعلیمی ادارہ ہے اس ادارہ میں اپنے بچوں کو مت پڑھائیں اور اپنے بچوں کا ایمان و آخرت محفوظ بنائیں۔

منجانب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، دنیا پور‘‘

....

❁...... **رحیم یار خان، 23اپریل:** مجلس تحفظ ختم نبوت نے نعتیہ محفل کے نام پر لوگوں جمع کیا مگر مقدس نام پر بلائی گئی اس محفل میں بھی اپنی خوئے بد سے مجبور ہو کر مولوی اللہ وسایا بدزبانی پر اتر آیا اور تقریباً 400 حاضرین کو چند روز قبل ضلعی انتظامیہ کو ناکوں چنے چبوا کر چک 133 پ کے قبرستان سے احمدی خاتون کی قبرکشائی کے افسوسناک واقعہ کو اپنا کارنامہ بنا کر سنایا۔ اس محفل کے حاضرین میں مدرسوں کے بچے زیادہ تھے۔

چنیوٹ، 22مارچ: مولوی امیر حمزہ مرکزی عہدیدار تحریک حرمت رسول پاکستان نے فیصل آباد روڈ پر مرکز مدینہ میں خطبہ جمعہ دیا اور جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے خلاف شرم و حیا اور معمولی انسانی شرافت کو خیرآباد کہہ کر وہ الزام تراشی کی کہ الامان والحفیظ! علم وآگہی سے تہی دامن لوگوں کے سامنے اس مولوی نے اشتعال انگیزی کی انتہا ڈالی مثلاً کہا کہ مجاہدین بہت جلد ہندوستان کو خدا کی مدد سے روندنے والے ہیں تب قادیان سمیت سارے ہندوستان پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگے گا۔

....

مئی2013

❁...... **گلزار ہجری:** مکرم تنویر احمد صاحب کا گھرانہ حال ہی میں یہاں منتقل ہوا تھا۔ یہ لوگ ایک شادی میں شرکت کے لئے گئے تو نامعلوم افراد نے گھر کے تالے توڑ کر تقریباً آٹھ لاکھ مالیت کا زیور اور پرائز بانڈ چوری کر لئے۔ واردات کی اطلاع پولیس کو کی گئی لیکن کوئی پیش رفت نہ ہوسکی۔ یاد رہے کہ واردات سے چند روز پہلے تک مقامی مدرسہ کے طلباء اس احمدی کے گھر پر بلاناغہ خشت باری کرتے رہے۔ اسی طرح مکرم محمد سلیم انصاری اور آپ کی اہلیہ کو بیعت کے بعد سے دھمکی آمیز ای میل اور مسیج مل رہے ہیں جن کے مطابق یا تو 60 دن کے اندر اندر علاقہ چھوڑ جائیں ورنہ نتائج کے لئے تیار رہیں۔

....

❁...... **بلدیہ ٹاؤن، 20 مئی:** مکرم مطاع خان صاحب کی دوکان پر رات کے اندھیرے میں شرپسندوں نے حملہ کیا اور لوٹ مار کے بعد دوکان کو نذر آتش کرنے کی کوشش کی مگر خوش قسمتی سے پانی کی قریبی پائپ لائن پھٹ گئی اور پانی بہنے سے آگ پھیل نہ سکی۔ دوکان کے مالک نے مکرم خان صاحب کو پولیس کے پاس اطلاع کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ تم قادیانی، احمدی ہو۔ رپورٹ لکھوانے کا کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔

یاد رہے کہ اس احمدی کی دوکان گزشتہ برس دو دفعہ لوٹی گئی تھی۔

....

❁...... **بلدیہ ٹاؤن:** اطلاعات کے مطابق مسز غفور احمد کے بیوٹی پارلر میں ایک پرچی پھینکی گئی ہے جس پر تین دن کے اندر پانچ لاکھ روپے بھتہ ادا کرنے کا حکم درج ہے۔ چونکہ یہ لوگ کراچی سے باہر گئے ہوئے تھے، مجرموں نے تین دن بعد پھر فون کیا لیکن انہوں نے فون نہیں اٹھایا۔ پھر ایک مسیج آیا جس میں یہی مطالبہ اور دھمکی دہرائی گئی۔ پولیس کو اطلاع کر دی گئی ہے اور یہ خاندان کراچی واپس جانے کو تیار نہیں ہے۔

یاد رہے کہ قبل ازیں مکرم غفور صاحب کے بھتیجے مکرم سعد فاروق صاحب کو گھات لگا کر شہید کر دیا گیا تھا۔

(باقی آئندہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

...... اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔